رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا — تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر۔ غلام نبی

ترسیل زر بنام مینیجر روزنامہ الفضل ہو۔

شرح چندہ

سالانہ .... للعہ

ششماہی .... ۶؍

سہ ماہی .... ۳؍۱۲

ماہانہ .... ۱؍۴

بیرون ہند للعہ

جلد ۲۳	مورخہ ۲۰ صفر ۱۳۵۵ھ	یوم شنبہ	مطابق ۱۲ مئی ۱۹۳۶ء	نمبر ۲۶۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

فخر کے قابل یہ بات ہے۔ کہ انسان صلحاء و ابدال میں شامل ہو

"انسان اس لئے نہیں بنایا گیا۔ کہ لمبی تسبیح لے کر صبح و شام تمام لوازمات و حقوق کو تلف کر کے بے توجہگی سے سبحان اللہ سبحان اللہ میں لگا رہے۔ اپنے اوقاتِ گرامی بھی تباہ کرے۔ اور خود اپنے قویٰ کو بھی تباہ کرے۔ اور اولاد کی تباہ کرنے کیلئے شب و روز کوشاں رہے۔ اللہ تعالےٰ ایسی معصیت سے بچائے۔ یہ سب باتیں سنت نبوی کو چھوڑنے سے پیدا ہوئیں۔ یہ حالت ایسی ہے۔ جیسے پھوڑا۔ کہ اندر سے تو پیپ سے بھرا ہوا ہے۔ اور باہر سے شیشے کی طرح چمکتا ہے۔ زبان سے تو ورد و وظائف کرتے ہیں۔ اور اندرونے بدکاری و گناہ سے سیاہ ہوئے ہوتے ہیں۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ سب کچھ خدا سے طلب کرے۔ جب وُہ کسی کو کچھ دیدیتا ہے۔ تو اس کی بلند شان کے خلاف ہے کہ واپس لے۔ تزکیہ وُہی ہے۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دُنیا میں سکھایا گیا۔ اور پیدا کیا گیا۔ یہ لوگ اس سے بہت دُور ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ میں سارے دن میں چار دفعہ دم لیتا ہوں۔ بعض فقط ایک یا دو دفعہ۔ ایسے لوگ ان کو ولی سمجھ بیٹھتے ہیں اور ایسے واہیات دم کشی کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ فخر کے قابل یہ بات ہے کہ انسان مرضاتِ الٰہی پر چل کر اپنے پیغمبر نبی کریمؐ سے صلح و آشتی پیدا کرے۔ جس سے کہ وُہ انبیاء کا وارث کہلائے۔ اور صلحاء و ابدال میں داخل ہو۔"

(الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۱ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی صاحبزادی کی تقریب رخصتانہ

۱۰ مئی۔ آج بعد نماز عصر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی صاحبزادی امۃ الحمید بیگم صاحبہ کے رخصتانہ کی تقریب پر بہت سے اصحاب کو مدعو کیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شمولیت فرمائی۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب معہ میاں محمد احمد صاحب اور دیگر صاحبزادوں اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب تشریف لائے۔ مدعوین کی شربت۔ مٹھائی اور پھلوں سے تواضع کی گئی۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے دُعا فرمائی۔ اور بعد نماز مغرب صاحبزادی صاحبہ کو سادگی کے ساتھ رخصت کیا گیا۔

ریلوے کے سفر کا ایک دلچسپ منظر

انگریزی اخبار رائز ویکلی ۲۴ مئی نے ریلوے سفر کے متعلق ایک دلچسپ مکالمہ شائع کیا ہے جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ریلوے کا ایک فسٹ کلاس ڈبہ ــــ ایک مسافر ایک پوری سیٹ پر تن کر لیٹا ہوا ہے ــــ اوپر کا برتھ اس کے بستر اور بکسوں سے اٹا پڑا ہے ــــ تین مسافر سکڑ کر ایک برتھ پر بیٹھے ہیں۔

مسافر (بیٹھے ہوئے مسافروں میں سے ایک) جناب کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔ اگر میں آپ کا سامان اتار کر نیچے رکھ دوں اوپر کا برتھ خالی ہو جائے گا۔ اور ہم میں سے ایک وہاں سو سکے گا۔

مسافر (لیٹا ہوا) مجھے یقیناً اعتراض ہے آپ کا مطلب یہ ہے کہ آپ میری چیزیں اٹھا کر فرش پر دے ماریں۔

مسافر (بیٹھا ہوا) آخر یہ کہاں کا انصاف ہے۔ آپ نے دو برتھوں پر قبضہ کیا ہوا ہے اور ہم تین آدمی سکڑ کر ایک برتھ پر بیٹھے ہیں۔

مسافر (لیٹا ہوا) مجھے آپ کی تکلیف کا احساس ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ میں عادتاً اس بات کے خلاف ہوں۔ کہ میرا سامان فرش پر پڑا آنے جانے والوں کی ٹھوکریں کھائے۔ میں ریلوے افسر ہوں میں آپ کی اس طرح مدد کر سکتا ہوں۔ کہ جب اگلے سٹیشن پر گاڑی کھڑی ہو۔ تو میں آپ کو سیکنڈ کلاس کے ڈبے میں سوار کرادوں۔ کرایہ میں جو فرق ہوگا۔ وہ آپ ریلوے سے وصول کر سکتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں اس سے زیادہ آپ کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔

مسافر (بیٹھا ہوا) تو یوں کہیے کہ آپ مفت خورے ہیں۔ پاس پر سفر کر رہے ہیں اور اتنا بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ کہ بیچارے کرایہ ادا کرنے والے مسافروں کی آسائش کے لئے آپ کا سامان چند گھڑیوں کے لئے اوپر کے برتھ سے اتار کر فرش پر رکھ دیا جائے۔ (دوسرے مسافروں سے) اگلے سٹیشن پر ان کا نام و پتہ دریافت کریں گے۔ خوش قسمتی سے سر محمد ظفر اللہ خاں سے میری کچھ صاحب سلامت ہے۔ سنا ہے۔

کہ وہ تیسرے درجہ کے مسافروں کی مشکلات معلوم کرنے کے لئے خود کئی بار تیسرے درجے میں سفر کر چکے ہیں یقیناً انہیں ہماری فسٹ کلاس کے اس خوشگوار تجربے سے کچھ دلچسپی ہوگی۔

یہ سن کر ریلوے افسر کے چہرے پر تشویش کے آثار نمودار ہو گئے۔ اور جب گاڑی ٹھہری۔ تو ریلوے افسر چپکے سے اپنا سامان اتروا کر سیکنڈ کلاس کے ڈبے میں چلا گیا۔ اسی اثناء میں دوسرے مسافروں میں سے ایک مسافر سٹیشن ماسٹر سے کچھ باتیں کرتا دکھائی دیتا ہے۔

افسر مسافر (جس کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار ہیں۔) صاحبان آپ دیکھتے ہیں کہ میں خود سیکنڈ کلاس کے ڈبے میں چلا گیا ہوں۔ مجھ سے واقعی غلطی ہوئی۔ مجھے معاف کیجئے اور اس واقعہ کو بھول جائیے۔

پہلا مسافر۔ اخاہ! اب آپ کو ہوش آیا۔ جب میں نے ریلوے ممبر سے صاحب سلامت کا ذکر کیا۔ ہاں تو اب آپ وعدہ فرمائیں۔ کہ آئندہ مسافروں سے ملازموں کا سا سلوک نہیں کریں گے۔ اور اپنے آپ کو عام ریلوے سسٹم کا مالک تصور نہیں کریں گے۔

افسر۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔

مسافر۔ سٹیشن ماسٹر صاحب آپ نے ان کا وعدہ سن لیا (ایک طرف) کانگرسی ابھی تک وزارتیں قبول کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ دیکھئے ظفر اللہ کے نام میں جادو کا اثر ہے۔ کاش! تمام ہندوستانی اختیارات کا اسی طرح صحیح استعمال سیکھ لیں۔

گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ

گورنمنٹ کالج میں سال اول میں داخل ہونے کیلئے درخواستیں کالج کی مجوزہ چھپی ہوئی فارم پر ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء تک کالج کے دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ داخل ہونیوالے طلباء ۲۲۔ اور ۲۳ مئی کو صبح آٹھ بجے مجلس انتخاب کے سامنے پیش ہونگے۔ تمام طلباء کو چاہیئے۔ کہ وہ سفارشی خطوط وغیرہ ملاقات کے وقت ساتھ لیتے آئیں۔ اعزاء بھی ملاقات کے وقت ہمراہ آ سکتے ہیں (عبد الوہاب عمر)

شیطاں سے صلح ممکن ہے احرار سے نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ فکر فاضل ابن اشرف مقیم لاہور

کل مجھ سے ایک شخص نے بازار میں کہا
واقف جناب غمزۂ احرار سے نہیں

ہے نظر ان کی کونسلوں پر یوں لگی ہوئی
کوئی غرض مدینہ کی سرکار سے نہیں

ہر ممبری کے شوق میں غافل ہیں قوم سے
آزار ان کو۔ قوم کے آزار سے نہیں

اسلام ہو ذلیل یا مسجد تباہ ہو
جھگڑا مگر انگریز کی سرکار سے نہیں

گو قوم ساری بیچدی ذاتی مفاد پر
شرماتے گو یہ جرم کے اقرار سے نہیں

مسجد شہید گنج کے غدار بھی یہ ہیں
ان کی زبان کم مگر تلوار سے نہیں

یہ چال کوئی قوم سے یوں کھیل جائیں گے
گویا شہید گنج کے اغیار سے نہیں

جاہل ہے قوم لیکچروں کی دھوم دھام سے
کر لیں گے کام۔ ہونا جو تلوار سے نہیں

میں نے کہا یہ ٹھیک۔ پر اتنا بتائیے
آگاہ کون حالت احرار سے نہیں

سیف زبان تیز ہے احرار کی ضرور
لیکن ابھی وہ ظفر شرربار سے نہیں

اسحاق مانسہروی کو جانتے ہیں خوب
مشہور ڈنڈا جس کا کم تلوار سے نہیں

میں کہہ رہا تھا۔ جانے دو۔ قصہ ختم کرو
حاصل ہمیں تو کچھ بھی اس تکرار سے نہیں

لیڈر شہید گنج کے گرجے جلال میں
شیطاں سے صلح ممکن ہے احرار سے نہیں

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ صفر ۱۳۵۵ھ

ظالم مظلوم احمدیوں کی آہ کا نشانہ بن رہے ہیں

احرار کے ڈکٹیٹر چودھری افضل حق کی امرتسر میں خاطر تواضع

ہر فرعونے را موسے

احرار جو فرعون بے سامان بنے ہوئے ہر جگہ احمدیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ گرا رہے ہیں بداخلاقی اور بدزبانی کے نہایت شرمناک مظاہرے کر رہے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ جانی اور مالی نقصان پہنچانے میں مصروف ہیں۔ روز بروز خدا تعالےٰ کے غضب اور اس کی لعنت کے مورد بنتے جا رہے ہیں۔ جوں جوں زمانۂ انتخاب قریب آ رہا ہے۔ ایک طرف تو جماعت احمدیہ کے خلاف ان کی شوریدہ سری اور فتنہ پردازی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف عام مسلمانوں کو مرعوب کر کے انہیں حسبِ منشا استعمال کرنے کے لئے جگہ بجگہ جلسے منعقد کر کے اپنی طاقت اور قوت کے مظاہرے کر رہے ہیں۔ اگرچہ اس وقت تک جہاں جہاں بھی انہوں نے اس قسم کا مظاہرہ کیا ہے وہاں انہیں سوائے ناکامی ونامرادی کے کچھ نہیں حاصل ہوا۔ لیکن ۸ مئی کو امرتسر میں ان کے ساتھ جو کچھ گزری۔ اس نے تو ان کے پیمانہ ذلت ورسوائی کو لبالب بھر دیا اور ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہر فرعونے راموسٰے کی مثال اب بھی اپنا جلوہ دکھا سکتی ہے ؎

احرار کانفرنس امرتسر کی تیاریاں

احرار ایک عرصہ سے امرتسر میں پولٹیکل کانفرنس کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ دور دور سے اپنے ہوا خواہوں کو بلا رہے تھے۔ ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کے بیٹھنے کے لئے جلسہ گاہ تیار کرنے میں مصروف تھے۔ زبردست تیاریوں اور عظیم الشان انتظامات کا ڈھنڈورہ پیٹ رہے تھے۔ اور خاص کر احراری والنٹیئرز کی افواج وسیع پیمانہ پر جمع کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ اس بات سے ناواقف نہ تھے۔ کہ امرتسر کے مسلمان انہیں کس نظر سے دیکھتے۔ اور ان کے متعلق کیا جذبات رکھتے ہیں۔ جب ان کا دھیان اس طرف منتقل ہوتا۔ تو سخت پریشان ہو جاتے۔ اور اسی پریشانی کے عالم میں اس طرح بڑبڑانا شروع کر دیتے۔ کہ "دشمن کے گھر میں صفِ ماتم بچھ گئی"! "احرار کانفرنس کو ناکام بنانے کے لئے شیطانی قوتوں کا اتحاد"۔ "فضل حسین اور اس کے اتحادیوں کی بوکھلاہٹ" حتےٰ کہ ان کے ترجمان "مجاہد" نے ۹ مئی کے پرچہ میں یہ اعلان کر دیا۔ کہ :-

"مجلس اتحادِ ملت کے چند سر کردہ اصحاب اتحاد پارٹی کے ایک بڑے لیڈر کی کوٹھی پر جمع ہوئے۔ اور وہاں یہ فیصلہ ہوا۔ کہ امرتسر احرار کانفرنس میں خاص طور سے جلوس میں ہنگامہ فساد کیا جائے۔ اور نیز جلوس میں سیاہ جھنڈیوں کی نمائش کی جائے۔ اس خبر سے امرتسر کے تمام حلقوں میں نفرت وحقارت کی لہر دوڑ گئی ہے لیکن مجلس احرار نے بھی اس کا پورا انتظام کیا ہوا ہے۔ امید ہے۔ کہ وہ اس میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اور ان کو اپنے ناپاک مقاصد میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا"۔

احرار کے جلوس سے کیا گزری

ادھر جب احرار نے ۸ مئی کو اپنی شان وشوکت دکھانے۔ اور عام مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے جلوس نکالا۔ جو چند سو آدمیوں پر مشتمل تھا۔ اور ان میں بھی زیادہ حصہ دور دراز کے ان لوگوں کا تھا۔ جنہیں کرایہ دے کر امرتسر کی سیر کے لئے لایا گیا ننگی تلواروں۔ کلہاڑیوں اور لاٹھیوں کی نمائش کی گئی۔ اور سمجھ لیا گیا۔ کہ اتنے ساز وسامان کے ہوتے ہوئے کس کی مجال ہے کہ کوئی چوں بھی کر سکے۔ اور احرار کو مسلمانوں کی دل آزاری کرنے اور ان کے زخمی قلوب پر نمک چھڑکنے سے روک سکے۔ لیکن وہ خدا جو ہر متکبر اور ظالم کو خواہ وہ اپنے آپ کو کتنا ہی طاقتور سمجھے۔ سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اور جو ایسے لوگوں کی سزا دہی کے لئے ان کے اندر سے ہی سامان پیدا کر دیا کرتا ہے۔ اس نے اس موقعہ پر بھی ایسا ہی کیا ؎

مسلمان اور ہندو اخبارات کے بیان

مسلمان اور ہندو اخبارات کے بیانات مظہر ہیں۔ کہ عین وقت پر احرار کے تمام دعوے اور ساری تیاریاں دھری کی دھری رہ گئیں۔ اور باوجود اس کے کہ پولیس بھی حسب معمول حفاظت میں پوری طرح منہمک تھی۔ ان کی ذلت ورسوائی کے ایسے سامان پیدا ہو گئے۔ کہ نہ تو انہیں کوئی چیز روک سکی اور نہ ان کی زد سے جلوس کی روح رواں کو بچا سکی۔ جیسا کہ حسب ذیل بیانات سے ظاہر ہے۔ اخبار "احسان" (۱۰- مئی) لکھتا ہے :-

"ساڑھے چار بجے گول باغ سے صدر احرار کانفرنس چودھری افضل حق کا جلوس نکالا گیا۔ جلوس کے آگے مختلف شہروں کے والنٹیئر تھے۔ اہل جلوس کی تعداد دو تین ہزار کے قریب تھی۔ جن میں بیشتر تعداد باہر سے آئے ہوئے لوگوں کی تھی۔ بہت کم اہل شہر نے جلوس میں حصہ لیا۔ چودھری صاحب ایک موٹر میں سوار تھے۔ آپ کے ہمراہ سید فیض الحسن صاحب سجادہ نشین آلو مہار۔ خان محمود علی خاں سہارنپوری بھی تھے۔ جلوس ہال دروازہ سے شہر میں داخل ہوا۔ اور مختلف بازاروں کا چکر لگاتا ہوا۔ جب کٹڑہ سفید میں پہونچا۔ تو ایک افسوسناک حادثہ رونما ہوا۔ یعنی بعض مکانات کی چھتوں سے اہل جلوس پر راکھ اور سیاہ جھنڈیاں پھینکی گئیں۔ ان جھنڈیوں پر "احرار مردہ باد" لکھا ہوا تھا۔ اور جب جلوس قلعہ بھنگیاں میں پہونچا۔ تو کسی شرارت پسند نے ایک مکان کی چھت سے چودھری افضل حق اور رضاکاروں پر کولتار پھینکا۔ کولتار کے چند قطرے چودھری صاحب کی آنکھوں میں گرے۔ آپ کو فوراً ہسپتال پہونچایا گیا۔ اس خطرہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ مبادا چودھری صاحب کی آنکھیں ضائع نہ ہو جائیں"۔

اخبار "زمیندار" (۱۰- مئی) لکھتا ہے :-

"آج پانچ بجے بعد دوپہر چودھری افضل حق صاحب ایم۔ ایل۔ سی۔ صدر منتخب احرار کانفرنس کا جلوس نکالا گیا۔ پنجاب بھر کے احراری جن کی تعداد دو تین سو کے قریب تھی۔ جلوس کے ساتھ تھے۔ ان کے علاوہ سو پچاس تماشائی بھی تھے۔ جلوس ہال بازار اور رام باغ سے جب گزرا۔ تو لوگوں نے کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔ لیکن جب کٹڑہ سفید کی راہ سے اسلامی محلوں میں داخل ہوا۔ تو نفرت وحقارت کا ایک بحر بیکراں موجزن ہو گیا۔ سینکڑوں مسلمان ہاتھوں میں سیاہ جھنڈیاں لئے ہوئے غدارانِ اسلام گو بیک احرار گو بیک۔ اور مسجد شہید گنج زندہ باد کے ہنگامہ خیز نعرے لگا رہے تھے۔ جس کے جواب میں احراری بھی "مجلس احرار زندہ باد" کا شور مچائے جا رہے تھے۔ جو مسلمان مکانوں کی چھتوں پر جلوس کا نفرت انگیز فقروں سے خیر مقدم کر رہے تھے۔ ان میں سے اکثر نے صدر محترم پر گلہائے عقیدت کی بارش سیاہ راکھ کی صورت میں کی۔ جس سے احرار کی سُرخ وردیوں پر کالے رنگ کی گلکاری ہو گئی کٹڑہ سفید کے ایک مکان سے تو صدر محترم پر تارکول کی نہایت فیاضی سے بارش کی گئی۔ علاوہ ازیں اکثر مکانوں سے سیاہ کپڑے کے بنے ہوئے "پھول بھی" برسائے گئے۔ غرضیکہ جلوس کے ساتھ جو "باوقار سلوک" کیا گیا۔ اس کی نظیر راولپنڈی کے بغیر کوئی مقام پیش نہیں کر سکتا۔ بعض مقامات پر سیاہ رنگ کے بورڈ لٹک رہے تھے جن پر مسجد شہید گنج زندہ باد لکھا ہوا تھا"۔

ہندو اخبارات جن کی تمام ہمدردیاں آج کل احرار کے لئے وقف ہیں۔ اس حادثہ سے تو انکار نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے بخلاف مسلمان اخبارات کے کچھ رنگ آمیزی کر کے احرار کے آنسو پونچھنے کی بھی کوشش کی ہے۔ چنانچہ "پرتاپ" (۱۰ مئی) لکھتا ہے :-

"۸ مئی۔ آج احرار کانفرنس کے صدر چودھری افضل حق کا نہایت شاندار جلوس نکالا گیا۔ کٹڑہ بھائی سنت سنگھ میں شرارتی مسلمانوں کی طرف سے جلوس میں گڑبڑ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ اور جلوس پر حملہ کیا گیا لیکن پولیس نے حالات پر قابو پالیا۔ اس کے بعد جلوس جاری رہا۔ قلعہ بھنگیاں کے نزدیک جہاں مجلس اتحاد ملت کا دفتر ہے۔ چودھری افضل حق کی موٹر پر ایک مکان کی چھت پر سے پسے ہوئے کوئلے جن میں تیزاب ملا ہوا تھا۔ پھینکے گئے۔ جس سے دو احراری والنٹیر اور چودھری افضل حق مجروح ہوئے۔ چودھری افضل حق کی آنکھوں میں تیزاب والے کوئلے پڑ گئے۔ آپ کو ہسپتال پہونچا دیا گیا بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کی آنکھوں کی حالت تشویشناک ہے۔ جس مکان سے تیزاب پھینکا گیا۔ پولیس نے اس کا محاصرہ کر لیا ہے۔ بہت گرفتاریوں کی توقع ہے"

اسی طرح اخبار ہندو (۱۰ مئی) لکھتا ہے

"چودھری افضل حق ممبر کونسل صدر احرار کانفرنس کا جلوس ۵ بجے گول باغ سے شروع ہوا۔ جلوس کے آگے بینڈ اور سرخ جھنڈا تھا۔ مختلف اضلاع سے ۳۵ باوردی جتھے شامل ہوئے۔ صاحب صدر کی کار میں شیخ حسام الدین بی۔ اے صدر مجلس استقبالیہ۔ خان محمد علی صدر ڈسٹرکٹ بورڈ سہارنپور وغیرہ تھے۔ جلوس مختلف بازاروں میں سے گزرا۔ ایک درجن سے زیادہ دروازے بنائے گئے تھے۔ مسلم حلقوں میں لیڈروں اور جلوس پر پھول برسائے گئے۔ جلوس میں بہت سے لوگ ننگی تلواریں کلہاڑے اور لاٹھیاں ہاتھوں میں لئے تھے۔ کٹڑہ سفید میں صدر کی کار پر سیاہ کاغذ اور پتھر برسائے گئے۔ اور "احرار مردہ باد" "افضل حق مردہ باد" کے نعرے لگائے گئے۔ پولیس کی بروقت مداخلت سے حالات پر قابو پا لیا گیا۔ پھر جلوس قلعہ بھنگیاں میں پہونچا۔ جہاں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک گھر کی چھت سے صدر کی کار پر پسے ہوئے کوئلے تیزاب میں ملا کر پھینکے گئے۔ جس سے لیڈروں کے کپڑے خراب ہو گئے۔ چودھری افضل حق کی آنکھ میں بھی کوئلہ پڑ گیا۔ تمام لیڈروں کو ہسپتال لے جایا گیا۔ چودھری افضل حق کی حالت نازک بتلائی جاتی ہے۔ یہ ہنگامہ سنکر جلوس کے لوگ اس گھر کے سامنے دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ تب ان پر اینٹیں برسائی گئیں۔ جس سے بہت سے لوگ زخمی ہو گئے۔ پولیس موقع پر پہونچ گئی۔ اور گھر کا محاصرہ کر لیا اس سلسلہ میں گرفتاریاں کئے جانے کی امید ہے مسلح پولیس شہر میں بطور حفاظت تعینات کر دی گئی ہے۔ جلوس گول باغ واپس آگیا جہاں صاحب صدر کا خطبہ اور کسی نے پڑھا"

احرار مکافات عمل سے نہیں بچ سکتے

یہ بیانات مظہر ہیں۔ کہ احرار کانفرنس کے صدر اور خود احرار پر اچھی طرح واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ مسلمان نہ تو ان کی ننگی تلواروں۔ کلہاڑوں اور لاٹھیوں سے مرعوب ہو سکتے ہیں۔ اور نہ وہ کرائے کے ٹٹو جمع کر کے اپنے قابل مذمت کردار اور قابل نفرت افعال کے نتائج بھگتنے سے بچ سکتے ہیں۔ امرتسر احرار کے امیر شریعت کا مرکز ہے۔ احرار اسے اپنا بہت بڑا اڈا سمجھتے ہیں۔ اور قبل از وقت اعلان کر دیتے ہیں۔ کہ جلوس میں سیاہ جھنڈیوں کی نمائش تک امرتسر کے تمام حلقے قطعاً برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہونگے۔ کیونکہ اس کے خلاف نفرت وحقارت کی لہر دوڑ گئی ہے پھر یہ کہا گیا کہ مجلس احرار نے بھی اس کا پورا انتظام کیا ہوا ہے۔ اس لئے ممکن نہیں۔ کہ کوئی سیاہ جھنڈی کا نام بھی لے سکے۔ مگر ہوا کیا۔ یہ کہ جلوس پر جگہ بجگہ "افضل حق مردہ باد"۔ "احرار مردہ باد" "غداران اسلام گو بیک" "احرار گو بیک" کے نعرے لگائے گئے۔ کٹڑہ سفید میں صدر کی کار پر سیاہ کاغذ اور پتھر برسائے گئے۔ سیاہ راکھ صدر اور اس کے ساتھیوں کے سر پر ڈالی گئی۔ کوئلے تیزاب میں ملا کر پھینکے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ "احرار کانفرنس کے صدر محترم جلسہ گاہ میں جا کر خطبۂ صدارت ارشاد فرمانے کی بجائے ہسپتال تشریف لے گئے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ان کی آنکھوں کی حالت نہایت تشویشناک ہے"

آسمانی عذاب کا نزول

ہمیں اس ناگہانی اور غیر متوقع مصیبت میں چودھری افضل حق سے ہمدردی ہے مگر جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ یہ وہی افضل حق ہیں جنہوں نے ایک موقعہ پر بڑے تکبر اور غرور کے ساتھ کہا تھا۔ کہ ہم اس مقصد کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ کہ احمدیہ جماعت کو کچل دیں۔ پھر انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے ناخنوں تک کا زور لگایا اور لگا رہے ہیں۔ کوئی نامعقول سے نامعقول حرکت ایسی نہیں۔ جو انہوں نے نہیں کی۔ اور کوئی بڑے سے بڑا ظلم وستم جو وہ کر سکتے تھے ایسا نہیں۔ جس سے انہوں نے دریغ کیا۔ تو کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ لعنت ہے۔ جو احرار پر برس رہی ہے۔ اور جس کے وہ مورد بن رہے ہیں۔ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے۔ احرار کا دعوے تھا۔ کہ وہ آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے دینی اور سیاسی نمائندے ہیں۔ انہیں فخر تھا کہ مسلمان انہیں سروں پر اٹھائے پھرتے ہیں۔ انہیں ناز تھا۔ کہ جس مجمع کے مسلمانوں سے وہ جو کچھ چاہیں منوا سکتے ہیں۔ خاص کر جماعت احمدیہ کے خلاف جس طرح چاہیں استعمال کر سکتے ہیں۔

ان حالات میں وہ جماعت احمدیہ کو کچلنے کے لئے کھڑے ہوئے اور تمام دنیوی سامان انہوں نے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جمع کر لئے۔ اور انہیں استعمال کرنے لگ گئے۔ مگر آج دیکھ لو وہ جماعت احمدیہ کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے یا جن کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو کچلنا چاہتے تھے۔ وہ خود ان کو کچل رہے ہیں۔ اور امیر شریعت کے گھر میں ڈکٹیٹر احرار کی۔ جو صدر کانفرنس کی حیثیت سے آیا تھا۔ کیا خاطر تواضع کی گئی ہے۔ اور اسے کس طرح کچلا گیا۔ مظلومیت کی پکار نہی جا رہی ہے۔ کیا کوئی خیال کر سکتا ہے۔ کہ یہ عظیم الشان تغیر۔ یہ عبرتناک تغیر۔ یہ ہولناک تغیر کسی انسانی طاقت کا رہین منت ہے۔ احمدیوں کی تو اس وقت اکثر مقامات میں حضرت مسیح علیہ السلام کے الفاظ میں یہ حالت ہو رہی ہے۔ کہ چڑیوں کے لئے گھونسلے ہیں۔ اور لومڑیوں کے لئے بھٹ۔ لیکن ابن آدم کے لئے سر چھپانے کی جگہ نہیں۔ پھر کیونکر یہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ یہ ان کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اور اس میں ان کی سعی کو دخل ہے۔ یہ سب کچھ اسی ہستی نے کیا۔ جس تک مظلومین کی آہ پہونچتی ہے۔ اور جو اسے قبول کر کے ظالموں کا تختہ الٹ دیتی ہے۔ ہاں اس انقلاب عظیم میں جماعت احمدیہ کا اس رنگ میں ضرور دخل ہے۔ کہ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت گذشتہ چند دنوں سے ہر پیر یا جمعرات کو روزہ رکھ کر اور راتوں کو جاگ کر اپنے مولا کے حضور اپنی مظلومیت کی خاص پکار کر رہی اور اس کے در اجابت کو کھٹکھٹا رہی ہے ؛

اب بھی وقت ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیر و تذلیل کرنے والے اپنے اس فعل شنیع سے باز آجائیں۔ جماعت احمدیہ پر ظلم وستم کرنے سے ہاتھ روک لیں۔ اور جو کچھ کر چکے ہیں۔ اس سے توبہ کر لیں۔ ورنہ یاد رکھیں خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو بیدار کرنے اور اس کی قوت عمل میں ترقی کرنے کے لئے تو انہیں ڈھیل دے سکتا ہے۔ لیکن کچلنے کے لئے کبھی مہلت نہیں دے سکتا۔ بلکہ خود انہیں کچل کر رکھ دے گا۔ جس کے آثار روز بروز نمایاں ہوتے جا رہے ہیں ؛

مسٹر جناح کی ناکامی

لاہور میں مسٹر جناح کی ناکامی اس قدر واضح ہو چکی ہے۔ کہ احرار کے حامی اخبار "پرتاب" کو بھی ان کے ممدوح مسٹر جناح کے متعلق یہ لکھنا پڑا۔ کہ "پنجاب کے مسلمان مسٹر جناح کے ساتھ کیسے ہو سکتے ہیں۔ وہ میاں صاحب کے ساتھ رہیں گے۔ جو انہیں وزیر بھی بنا سکتے ہیں اور وزیر کے سکرٹری بھی۔ اور کئی دوسرے طریقوں سے ان کے لئے روزی کا دروا کر سکتے ہیں۔ اس لئے مسٹر جناح کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ کوئی اور صوبہ ان کے ساتھ مل جائے۔ تو مل جائے پنجاب نہیں ملے گا ؛

بہانہ خواہ کچھ بنایا جائے۔ لیکن وہی اخبار جو کل تک یہ لکھ رہا ہو۔ کہ میاں سر فضل حسین کی ناکامی یقینی ہے۔ آج اس کا یہ اعتراف اپنے اندر بہت کچھ دلچسپی رکھتا ہے ؛

مسئلہ نبوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی

بعض پیشگوئیوں پر اعتراضات کے جواب

دردناک حقیقت

اخبار تنظیم اہلحدیث روپڑ میں ایک مضمون بعنوان ختم نبوت شائع ہوا ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کے معتقدات پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کو جاری تسلیم کرنے سے وحدت اسلامی پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔" یہ نظریہ جہاں ان مسلمانوں کے مونہوں سے سن کر جن کا تفرق و تشتت عالم آشکار ہے اور جو وحدت اسلامی کو خود ہی پارہ پارہ کر چکے ہیں۔ حیرت و تعجب کا لاحق ہونا ایک ضروری امر ہے۔ وہاں یہ دردناک حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ اس قسم کے مسلمان کہلانے والے یہود کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید بتاتا ہے کہ اسلام سے قبل یہود میں بھی اسی قسم کا خیال موجود تھا۔ جہاں ہمیں مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے۔ وہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کے پورا ہونے کی خوشی بھی ہوتی ہے۔ کہ مسلمان ایک زمانہ میں یہود کے بالکل مشابہ ہو جائیں گے۔ یہود میں بھی اس قسم کے خیالات پائے جاتے تھے۔ اور اب مسلمان بھی ویسے ہی خیالات پر جم گئے ہیں۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام وفات پا گئے۔ تو اس وقت ان کے ماننے والوں نے ختم نبوت کے عقیدہ کا انہی معنوں میں اعلان کیا۔ جن معنوں میں آج کل کے مسلمان ختم نبوت تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ سورہ مومن ع ۴ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے ماننے والوں نے ان کی وفات کے بعد اعلان کر دیا تھا۔ کہ آپ کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں ہوگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد جب حضرت موسےٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ تو وہ لوگ جن کے دماغوں نے یہ عقیدہ اختراع کیا تھا۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں ہوگا۔ انہوں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی تکذیب شروع کر دی۔ اور آپ کو نہ مانا۔ مگر جن لوگوں نے آپ کی سچائی کو قبول کیا۔ ایک عرصہ کے بعد ان میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو گئے۔ جو یہ کہنے لگے۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آسک پیپر "القبوت" جلد ۲ صفحہ ۱۷۰ میں لکھا ہے کہ اجماع الیہود علی ان لا نبی بعد موسیٰ۔ یعنی یہود کا اس بات پر اجماع تھا۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

صداقت اسلام کا عظیم الشان ثبوت

غرض اس قسم کا خیال آج کل مسلمانوں میں بھی رائج ہو گیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس کے مقابلہ میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تشریعی اور مستقل نبوت کا دروازہ اگرچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہے مگر وہ نبوت جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ملے۔ اس کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کے ہرگز منافی نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے علیحدہ کر دینے والی نبوت بے شک وحدت اسلامی کو نقصان عظیم پہونچا سکتی ہے۔ مگر وہ نبوت جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ملے اور جس کا مدعی یہ کہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے سر موا انحراف بھی کفر و طغیان سمجھتا ہوں۔ وہ وحدت اسلامی کو کسی طرح نقصان نہیں پہونچا سکتی۔ بلکہ صداقت اسلام کا عظیم الشان اور بے مثال ثبوت پیش کرتی ہے۔ اور بتاتی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع ایسے قیمتی پھل پیدا کرتی ہے۔ غور فرمائیے قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الم ترکیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے پاکیزہ کلمہ کی مثال کیا بیان فرمائی ہے پاکیزہ کلمہ کی مثال اس عمدہ درخت کی سی ہوتی ہے۔ جس کی جڑ نہایت مضبوط اور شاخیں بلند ہوں۔ وہ درخت اپنے رب کے حکم سے ہر موسم میں پھل دیتا ہے اور اللہ تعالی لوگوں کے لئے مثالیں اس لئے بیان فرماتا ہے۔ تا وہ نصیحت حاصل کریں۔

اسلام ایک پھل دار درخت ہے

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے۔ جو ہر زمانے میں پھل دیتا ہے۔ چونکہ نبوت روحانیت کا سب سے اعلےٰ پھل ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے موسم میں یہ بھی لگے۔ ورنہ ماننا پڑے گا۔ کہ اسلام کا درخت ایک اعلےٰ پھل سے نعوذ باللہ قطعی محروم ہے۔

یہ پھل جس موسم میں لگتا ہے۔ اس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں کیا ہے ظھر الفساد فی البر والبحر کہ جب دنیا میں فساد پھیل جاتا ہے۔ اور نیکی مفقود ہو جاتی ہے۔ اس وقت خدا تعالےٰ نبوت کا پھل عطا کرتا ہے۔ تا لوگ اس سے اپنی روحانی بیماریوں کا علاج کر سکیں۔

پس اگر کوئی الگ درخت ہوتا۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ اس سے وحدت اسلامی کو پراگندہ کیا گیا۔ مگر جبکہ درخت وہی ہے۔ جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بویا۔ تو جب اللہ تعالےٰ نے ایک عمدہ پھل لگایا۔ تو یہ خوشی اور مسرت کا مقام ہے۔ نہ کہ دکھ اور رنج کی بات۔ درخت وہی عمدہ ہوتا ہے۔ جو پھل دیتا ہے۔ خشک درخت سوائے جلانے کے کیا کام دے سکتا ہے۔ اس لئے اسلام کے درخت کو خشک کہنا یقیناً ایک بہت بڑی غلطی اور گناہ ہے۔ اسلام کا ہرا درخت ہر زمانے میں پھل دیتا رہا ہے۔ اور دیتا رہے گا۔

حضرت محی الدین صاحب ابن عربی کی رائے

پھر اس عقیدہ میں امت محمدیہ کے بزرگ اسلاف بھی ہمارے ہمنوا ہیں۔ چنانچہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی فرماتے ہیں:۔

فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ لھذا قلنا انما ارتفعت نبوۃ التشریع فھذا معنی لا نبی بعدہ فعلمنا ان قولہ لا نبی بعدہ ای لا مشرع خاصۃ لانہ لا یکون بعدہ نبی ھذا مثل قولہ اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ۔ فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۷۳ یعنی نبوت کلی طور پر نہیں اٹھائی گئی۔ بلکہ صرف تشریعی نبوت بند ہوئی ہے یہی معنی لا نبی بعدی کے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شریعت لانے والا نبی نہ ہوگا۔ اور یہ بعینہ اسی طرح کا قول ہے جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب کسریٰ ہلاک ہوگا۔ تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اور جب قیصر ہلاک ہوگا۔ تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔" حضرت محی الدین صاحب ابن عربی کے علاوہ اور بھی کئی بزرگوں نے اس مسئلہ کی تائید کی ہے۔ پس اگر اجرائے نبوت کے عقیدہ سے امت محمدیہ کی وحدت کو نقصان پہونچ سکتا۔ تو ناممکن تھا۔ کہ بزرگان سلف اس عقیدہ کے مؤید ہوتے۔

عبدالحکیم مرتد کی جھوٹی پیشگوئیاں

اس کے بعد مضمون نویس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیوں پر اعتراض کیا ہے۔ اور اس ضمن میں اولاً ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی مقرر کردہ میعاد کے اندر وفات پا گئے۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹا بہتان ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۵ء میں یعنی اپنی وفات سے اڑھائی سال قبل ایک رسالہ جس کا نام الوصیت ہے۔ شائع فرمایا۔ اس کے صفحہ ۲ پر اپنی وفات کے متعلق اللہ تعالےٰ کے کئی الہامات درج کئے۔ جن میں سے بعض یہ ہیں:۔

"قرب اجلک المقدر تیری وفات کا مقررہ وقت آ گیا۔ قلّ میعاد ربک تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے"

پھر ریویو دسمبر ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رویا بایں الفاظ درج ہوا ہے۔ کہ:-

"ایک کوری ٹنڈ میں مجھے کچھ پانی دیا گیا۔ پانی صرف دو تین گھونٹ اس میں باقی رہ گیا ہے۔ لیکن نہایت صاف اور مقطر پانی ہے۔ اس کے ساتھ الہام ہوا۔ "آب زندگی"۔

۲۰ فروری ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا:-
"افسوسناک خبر آئی"۔ "ان کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں"۔ (ریویو جلد ۶ نمبر ۳)

یہ اور اسی قسم کے کئی دیگر الہامات سے اس بات کا پتہ چلتا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ وفات بالکل نزدیک آگیا ہے۔ عبدالحکیم مرتد نے جب یہ الہام پڑھے۔ تو اس نے ۱۲۔ جولائی ۱۹۰۶ء کو پیشگوئی کرتے ہوئے لکھا۔

"مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے"۔ (کانا دجال ص۵)

ناظرین غور فرمائیں۔ عبدالحکیم کا یہ کیسا ناپاک دجل ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وفات کے متعلق اللہ تعالیٰ کے الہامات شائع کر دیتے ہیں۔ وصیت لکھ کر شائع کر دیتے ہیں۔ اور الہامات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو اڑھائی سال زندگی باقی ہے۔ اس کے متعلق عبدالحکیم اعلان کرتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب تین سال کے اندر وفات پا جائیں گے۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس نے یہ پیشگوئی شائع کر دی۔ مگر چونکہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اس لئے اس نے جلدی ہی اس پیشگوئی کو منسوخ کر کے ایک اور پیشگوئی کی جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"اللہ نے مرزا کی شوخیوں۔ اور نافرمانیوں کی سزا میں سہ سالہ میعاد میں سے جو ۱۲ جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہونی تھی۔ دس مہینے۔ اور گیارہ دن کم کر دیئے۔ اور مجھے یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو الہاماً فرمایا کہ مرزا آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا"۔ (رسالہ اعلان الحق واتمام الحجت وتکملہ ص۶)

اگر وہ اپنے اس دعوے پر قائم رہتا۔ تو ہمارا ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چودہ ماہ سے زیادہ عمر دیتا۔ لیکن وہ اس پر بھی قائم نہ رہا۔ اور لکھا:-

"مرزا ۲۱۔ ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائے گا"۔ (اعلان الحق واتمام الحجت ص۲۶)

مگر اس پیشگوئی پر بھی اسے قرار نہ آیا اور آخر اس نے قطعی اور آخری پیشگوئی یہ کی۔ کہ

"مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ (۴ اگست ۱۹۰۸ء) کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر مر جائیگا"۔ یہ الہام پیسہ اخبار ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء واہلحدیث ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے عبدالحکیم کو جھوٹا ثابت کرتے ہوئے اپنے پیارے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا۔ اور دنیا پر ظاہر کر دیا۔ کہ عبدالحکیم ایک کاذب انسان ہے۔

عبدالحکیم کی رسوائی پر مولوی ثناء اللہ کے آنسو

عبدالحکیم کی اس پیش گوئی کے جھوٹا ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو جو سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ لکھنا پڑا۔ کہ

"ہم خدا لگتی کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی چودہ ماہیہ پیشگوئی کر کے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے۔ جیسا کہ انہوں نے کیا۔ چنانچہ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کے اہلحدیث میں ان کے الہامات درج ہیں۔ کہ ۲۱۔ ساون یعنی ۴ اگست کو مرزا مرے گا۔ تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر چبھتا ہوا کیا ہے۔ کہ "۲۱۔ ساون کو" کی بجائے "۲۱۔ ساون تک" ہوتا تو خوب ہوتا"۔ (اہلحدیث ۱۲۔ جون ۱۹۰۸ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

"تنظیم اہلحدیث" نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ والے اشتہار پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بیہودہ سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"مولوی ثناء اللہ صاحب تو بفضل خدا ابھی تک زندہ ہیں۔ اور مرزا صاحب سال بھر کے بعد ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہیضہ میں مبتلا ہونا ایک صریح جھوٹ ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انجام آتھم میں تمام علماء گدی نشینوں اور پیروں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ اور تحریر فرمایا تھا۔ کہ

"گواہ رہ۔ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت۔ اس شخص پر جو اس کے پہونچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین چھوڑے۔ اور نہ ٹھٹھا کرنے والی مجلسوں سے الگ ہو"۔ (انجام آتھم ص۶۷)

ان مخاطبین میں مولوی ثناء اللہ صاحب بھی شامل تھے۔ مگر انہوں نے کامل خاموشی اختیار کی۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد اعجاز احمدی لکھتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا:-

"میں نے سنا ہے۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے۔ کہ میں اس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہشمند ہوں۔ کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں مر جائے"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۱۴)

پھر فرمایا:-

"اگر وہ اس چیلنج پر مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے۔ تو ضرور وہ پہلے مریں گے"۔ (ص۳۶)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جب مباہلہ پر آمادگی دیکھی۔ تو فوراً ڈرتے ہوئے لکھا:-

"چونکہ یہ خاکسار نہ واقعہ میں نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے۔ اس لئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا...... میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں"۔ (الہامات مرزا ص۸۵ طبع دوم)

جب مولوی صاحب نے اس طرح گریز کیا۔ تو لوگوں نے انہیں بہت ملامت کی جس کی تاب نہ لا کر وہ مباہلہ کے لئے دوبارہ آمادہ ہوئے۔ اور لکھا:-

"مرزائیو سچے ہو۔ تو آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے۔ اور اسے ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہے۔ کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا"۔ (اہلحدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء)

اس کے جواب میں فوری طور پر ایڈیٹر صاحب اخبار "بدر" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے اس چیلنج کی منظوری کا اعلان کر کے یہ لکھا:

"مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔ بے شک (آپ) قسم کھا کر بیان کریں کہ یہ شخص (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور بے شک یہ بات کہیں کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں۔ تو لعنت اللہ علی الکاذبین۔ مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی پر ہے۔ اس میں تو صرف لعنت اللہ علی الکاذبین آیا ہے"۔ (۴ اپریل ۱۹۰۷ء)

حضرت مسیح موعود کی دعائے مباہلہ

اس کے بعد ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کی دعوت مباہلہ کے جواب میں ایک دعائے مباہلہ شائع فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ "مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما"۔ اور بالآخر لکھا۔ کہ "مولوی صاحب سے التماس ہے۔ کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں۔ اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس اشتہار کو اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع کیا۔ اور اس کے نیچے جو کچھ لکھا۔ وہ یہ ہے۔ "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے"۔ پھر ساتھ ہی نائب ایڈیٹر کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ بھی شائع کرایا۔ کہ "قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو۔ من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدا (پ ۱۶ ع) اور انما نملی لھم لیزدادوا اثما (پ ۴ ع) اور ویمدھم فی طغیانھم یعمھون (پ ۱ ع ۲)......

مسٹر جناح اور احرار کے اتحاد کی حقیقت

اگر احرار نے معافی مانگنے اور ہر سزا بھگتنے سے انکار کیا تو ان سے صلح نہ کی جائیگی

راولپنڈی کی ایک مجلس میں مسٹر جناح نے احرار سے اپنے اتحاد کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا۔ وہ کئی ایک اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور اخبار احسان ۹ مئی کے حوالے سے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احرار نے مسٹر جناح کو یہ یقین دلایا تھا۔ کہ مسجد شہید گنج کے تنازعہ میں انہوں نے اسلام اور مسلمانوں سے جو غداری کی۔ اس کے متعلق مسلمانوں سے معافی مانگنے اور ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اب جبکہ یہ بات پبلک میں آگئی ہے۔ مسٹر مظہر علی نے اس سے کلیتہً انکار کر دیا ہے۔ بہر حال مسٹر جناح سے احرار کے اتحاد کی حقیقت روز بروز واضح ہوتی جا رہی ہے:۔

۵ مئی۔ بوقت ۴ بجے شام آغا محمد جان بیرسٹر ایٹ لا کی کوٹھی پر مسٹر محمد علی جناح کے اعزاز میں شاندار دعوت چائے دی گئی جس میں امیر المجاہدین مولانا محمد اسحٰق مانسہروی سید غلام مصطفٰے شاہ قائد گیلانی۔ مولانا مولا بخش صاحب خطیب جامع صوفی حسن محمد صاحب پسروری۔ قائدین اتحاد ملت کے علاوہ روسا و وکلاء شہر میں سے خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب آنریری مجسٹریٹ۔ بابو خدا بخش صاحب صدر مسجد کمیٹی۔ مسٹر عبد الرحمٰن خان صاحب وکیل۔ خواجہ احمد حسن صاحب جوش چودھری محمد صادق صاحب سب جج۔ ارد۔ میاں عبد الکریم صاحب رئیس۔ چودھری محمد بخش صاحب وکیل۔ حافظ عبد الرشید صاحب۔ راجہ فضل الٰہی صاحب۔ بیرسٹر۔ میاں عبد الرحمٰن صاحب وکیل وغیرہ اصحاب کے نام قابل ذکر ہیں۔

پارٹی کے آغاز میں آغا صاحب نے تمام حضرات کا فرداً فرداً تعارف کرایا۔ اس کے بعد حضرت امیر المجاہدین نے آپ کے سامنے مجلس اتحاد ملت کا نظریہ پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ مسلمانوں کی فلاح، بہبود اور تنظیم کے لئے ہر ممکن طریق پر آل انڈیا مسلم لیگ سے اشتراک عمل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اسلام کے پاکیزہ اصول اس امر کی اجازت دے دیں:۔

احرار اور مسلم لیگ کے اتحاد کی مذمت

اس کے بعد سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب خالد گیلانی نے ایک مدلل اور پُرجوش تقریر کرتے ہوئے "مجلس احرار" اور "مسلم لیگ" کے مشروط سمجھوتہ کی مذمت کرتے ہوئے ان تمام سربستہ رازوں کا انکشاف کیا۔ اور واضح الفاظ میں مسٹر جینا پر اس حقیقت کا انکشاف کر دیا۔ اور کہا کہ "مسجد شہید گنج" کی تحریک سے بیگانگی کے باعث احرار اپنا وقار کھو چکے ہیں۔ ایک مخصوص حلقہ کے اندر کانفرنسوں کے انعقاد کی سرگرمیاں احرار کے اثر و رسوخ کی علامت نہیں ہیں۔ بلکہ اپنی جماعت کے وقار کے لئے نزاع ماتم ہے۔ اس افسوسناک روش کے بعد سر سکندر حیات خاں اور میاں سر فضل حسین صاحب کا اتحاد احرار کا رہا سہا وقار بھی زائل کر چکا ہے۔ اس لئے احرار مجبور ہیں۔ کہ آپ کے جھنڈے کے نیچے آ کر اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کریں۔ جو لوگ ملت اسلامیہ کے مصائب و آلام سے متاثر نہیں ہوتے۔ وہ کونسل میں جا کر بھی مسلم مفاد کی حفاظت کے علمبردار نہیں ثابت ہوں گے۔ ان حالات میں جب تک احرار اپنی غلطی کا اعتراف نہ کریں۔ جو "ملت اسلامیہ" ہند کے لئے قابل قبول ہو۔ اس وقت تک ترقی پسند جماعتوں کا اتحاد ممکن نہیں۔ مگر دشوار ضرور ہے:۔

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا آپ نے "احرار پنجاب" سے رشتہ اتحاد استوار کر کے صوبہ پنجاب کے اندر ایک نئے فتنے کا آغاز کر دیا ہے۔ جو فتنہ مستقبل قریب میں اسلامیان پنجاب کی تباہی و بربادی کا موجب ہو گا۔ جس تنظیم کے محل کو آپ مضبوط و مستحکم صورت میں تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ "احرار پنجاب" کے اتحاد کے باعث اس کی بنیادیں ریت پر کھڑی کی جا رہی ہیں۔ آپ ایسے جلیل القدر بین الاقوامی شہرت کے قائد کے لئے احرار کے ساتھ اشتراک عمل خالی از علت نہیں ہے:۔

مسٹر جناح کی تقریر

مسٹر جناح نے فرمایا کہ میں گیلانی صاحب کے الفاظ کی حرف بحرف تائید کرتا ہوں۔ احرار کی عالمگیر مخالفت کے پیش نظر میں نے احراری لیڈروں کو صاف صاف کہہ دیا ہے کہ تم سے زبردست سیاسی و مذہبی غلطی ہوئی ہے جس کی تلافی ازبس ضروری ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی طرف سے آپ کی شدید مخالفت ہو رہی ہے اور ہو گی۔ یہ بالکل صحیح نہیں۔ کہ میں احرار کے دام فریب میں آ چکا ہوں۔ بلکہ احرار مسلم لیگ کے نظام کے ماتحت آ رہے ہیں۔ احراری لیڈر اپنی غلط روش کا اعتراف کرتے ہوئے ہر اس سزا کو بھگتنے کے لئے تیار ہیں۔ جو ملت اسلامیہ تجویز کرے۔ میں تو صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کا آرزو مند ہوں تا کہ تنظیم کے بعد متفقہ محاذ قائم کیا جائے جس پر گیلانی صاحب نے عرض کیا۔ کہ آپ کو معلوم ہو گا کہ سر فضل حسین بھی مسلمان ہیں۔ اور ۹۵ فیصدی زمینداران پنجاب بلا تخصیص مذہب و ملت ان کو آسمانی رہنما مانتے ہیں۔ اس لئے وہ بھی یونینسٹ پارٹی کے نظام کے ماتحت تمام صوبہ پنجاب کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنا رہے ہیں کیا آپ بحیثیت مسلمان ان کو لیگ کے نظام کے تحت لا رہے ہیں۔ آخر قصہ کیا ہے۔ میں جناب سے باادب استدعا کروں گا۔ کہ آپ تمام جماعتوں کے ساتھ اشتراک عمل کے نظریہ کو صاف اور غیر مبہم الفاظ میں واضح کر دیں۔ تا کہ غلط فہمیاں پیدا ہونے کا امکان نہ رہے:۔

اس کے جواب میں مسٹر جناح نے فرمایا۔ کہ سر فضل حسین نے میری دعوت کو ٹھکرا دیا میں نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ سر میاں فضل حسین کو اشتراک عمل کی دعوت دی ہے لیکن انہوں نے میرے مطالبہ کو مسترد کرتے ہوئے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ چونکہ اکثریت میری جیب میں ہے۔ اس لئے میں لیگ سے اتحاد نہیں کر سکتا۔ اس جواب کے سننے کے بعد میں نے بھی اعلان کر دیا ہے۔ کہ میں انتہا پسندوں کے ساتھ مل کر ملکی اور ملی مفاد کی حفاظت کر سکتا ہوں۔ میرا مطمح نظر مکمل آزادی کے بالکل قریب ہے۔ لیکن میں اس جماعت کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ جو ہر حال میں حکومت کے اشاروں پر رقص کرے۔ یا اپنے ذاتی اغراض کی خاطر مفاد ملکی کو قربان کر دے:۔

امیر المجاہدین نے فرمایا کہ ہم احرار پنجاب کے ساتھ اتحاد کر سکتے ہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ حضرت مولانا ظفر علی خاں اور مولانا سید حبیب شاہ صاحب کے تیار کردہ صلح نامہ پر دستخط ثبت کر دیں۔ اور آئندہ تحریک شہید گنج میں ہر قربانی کرنے کا یقین دلائیں:۔

میں مسلم رائے کا احترام کرتا ہوں

اس پر مسٹر جناح نے فرمایا۔ کہ احرار لیڈروں کو اب کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ وہ آمادگی کا اظہار کر چکے ہیں۔ اگر انہوں نے اب کرنے سے گریز کیا۔ تو میری عارضی گفت و شنید جو اس سے قبل صلح کیلئے ہو چکی ہے۔ کالعدم تصور کی جائے گی۔ بہر حال میں مسلم پبلک کی رائے کا احترام کرنا چاہتا ہوں۔ اور مسلم پبلک کی غالب اکثریت احرار کی روش کی مذمت کرتی ہے

اس کے بعد گیلانی صاحب نے عرض کیا۔ کہ موجودہ محفل میں اکثر احباب اتحاد پارٹی کے ہم خیال ہیں۔ خدا معلوم کس مصلحت کی بناء پر ان پر عالم سکوت طاری ہے۔ بہر حال میں اس راز کو آپ پر واضح نہ کروں۔ تو سوسائٹی کا مجرم ہوں گا کہ جو لوگ محض آپ کے احترام کی خاطر صحیح حالات سے آپ کو باخبر نہیں کرتے۔ وہ حقیقت میں آپ کے بہی خواہ نہیں ہیں۔ بحیثیت میزبان ہمارا فرض ہے۔ کہ اپنے محترم مہمان کے سامنے پنجاب کی سیاسی مشکلوں کو طشت از بام کر دیا جائے۔ تا کہ آپ کو اپنے پروگرام کی تکمیل کے لئے دشواریوں سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ اس پر مسٹر جناح نے فرمایا۔

حضرت کرشن جی کی ہتک کون کرتا ہے

آریوں اور سناتن دھرمیوں کے ایک مباحثہ کی مختصر روئداد

حال میں بٹالہ میں سناتن دھرمیوں یا بالفاظ آریہ صاحبان "پورانکوں" کا جو جلسہ ہوا۔ اس پر جماعت احمدیہ کو حضرت کرشن کے متعلق مناظرہ کا چیلنج دینے اور مقامی جماعت احمدیہ کے اسے قبول کر لینے کے بعد سناتنیوں نے راہِ فرار اختیار کر لی۔ لیکن آریہ صاحبان جو ان کے گھر کے بھیدی ہیں۔ ان سے بچ کر نہ جا سکے۔ اور پھر لطف یہ کہ نہ صرف کرشن جی کے متعلق بلکہ تمام دیوی دیوتاؤں کے متعلق انہوں نے بحث کرنے پر مجبور کر دیا۔ آخر وہی نتیجہ نکلا جو نکلنا چاہیئے تھا۔ کہ سناتنیوں کی مقدس مذہبی کتب کی بناء پر آریہ مناظر نے ایسے ایسے وزنی اعتراض کئے۔ جنہیں سناتن دھرمی مناظر قطعاً نہ اٹھا سکا۔ اور اس طرح ثابت ہو گیا۔ کہ سناتنی منہ سے اپنے رشیوں منیوں اور دیوی دیوتاؤں کے متعلق جو اعتقادات رکھتے ہیں۔ اور جن کی بناء ان کی مذہبی کتب ہیں۔ وہ نہایت ہی ہتک آمیز اور افسوسناک ہیں۔ سناتنی بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے گھر کی خبر لیں۔ اور جماعت احمدیہ جو حضرت کرشن اور دوسرے بزرگوں کی پوری پوری عزت کرتی ہے۔ اور انہیں خدا کا پاکباز انسان سمجھتی ہے اس پر حضرت کرشن کی ہتک کا بیجا الزام لگا کر سمجھدار لوگوں کے لئے موجب مضحکہ نہیں جماعت احمدیہ کو مباحثہ کا چیلنج دینے والے سناتن دھرمی بٹالہ کے مناظرہ کی حسب ذیل روئداد سے جو آریہ مسافر ۱۰ مئی نے شائع کی ہے۔ اندازہ لگا لیں۔ کہ ان کی پوزیشن کس قدر نازک ہے۔ اور وہ اپنے اعتقادات اور اپنی مذہبی کتب کے بیانات کی وجہ سے کس قدر الجھن میں پڑے ہوئے ہیں باوجود ان حالات کے اگر انہوں نے کبھی اس مسئلہ پر کسی احمدی مناظر سے مناظرہ کرنے کی جرأت کی۔ کہ حضرت کرشن علیہ السلام کی ہتک وہ کرتے ہیں۔ یا احمدی۔ تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ کتنی بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

"سناتن دھرم سبھا نے اپنے سالانہ جلسہ کے سلسلہ میں جو اشتہار نکالا۔ اس میں سب مذہبوں کو شاستر ارتھ کرنے کا چیلنج دیا۔ آریہ سماج نے اس کو سویکار کرتے ہوئے شاستر ارتھ کے لئے سناتن دھرم سبھا سے پتر ویوہار کیا۔ شاستر ارتھ طے ہونے پر ۲ مئی ۱۹۳۶ء کو ان کے پنڈال میں ۲ بجے دن کے چلے گئے آریہ سماج کی طرف سے پنڈت بدھ دیو جی میرپوری تھے۔ اور سناتن دھرم سبھا کی طرف سے پنڈت مادھو آچاریہ جی تھے۔ پنڈت بدھ دیو جی کے دھارا پرواہ سنسکرت کے شلوک اور وید منتروں کو سنکر مادھو آچاریہ کے ہوش اُڑ گئے۔ اور دوسرے پکش کے لوگ بھی پنڈت جی کی ودیا کی تعریف کر رہے تھے۔ مادھو اچاریہ جی نے اپنے بھاشن میں کوئی بھی وید منتر و شلوک نہیں بولا۔ صرف ایک وید منتر بولا۔ اور وہ بھی اشدھ جس کو پنڈت بدھ دیو جی نے فوراً پکڑ لیا۔ شاستر ارتھ کا پہلا وشے پورانک دیو چرتر تھا۔ اور دوسرا سوامی دیانند کے گرنتھ اور سوامی جی کا چرتر تھا۔ پاٹھکوں کے گیان کے لئے پورا حال نیچے دیا جاتا ہے۔

پنڈت بدھ دیو جی نے دیو چرتر پر حسب ذیل سوال کیئے

(۱) شیو پوران دھرم سنگھتا میں لکھا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی بھی کام دیو (خواہشات نفسانی) سے نہیں بچ سکتا۔ مچھ۔ کچھ۔ وراہ۔ نرسنگھ وامن۔ رام۔ پرشو رام کرشن۔ بدھ۔ کلنکی آدھی میں اوتار بھی کام کے وش میں ہو کر کو کرم کرتے ہیں۔ وشنو نے راکھشوں کو مار کر ان کی استریوں کو پاتال لے جا کر ستاتن دھرم کیا۔ رام اوتار لیا لیکن پھر بھی خواہش پوری نہ ہوئی کلجگ میں کرشن کا اوتار لیا۔ اور سولہ لاکھ گوپیوں سے کریڑا کر کے دس لاکھ لڑکے پیدا کئے۔ ایک اگستش کو مار کر ان کی سولہ ہزار عورتیں چھین لاسکا اور نسے ہزار لڑکے پیدا کئے۔ رادھا نام کی استری کو پکڑ لائے۔ پھر بھی مہاراج دوسروں کی استریوں کے پلیٹ رہتے رہے ؛

انسویا کے پاس تینوں دیوتا گئے۔ اور اس سے زبردستی تیار ہو گئے۔ اس نے شاپ دیا۔ کہ پاپیو۔ جاؤ۔ تم میرے لڑکے ہو گے۔ مہادیو کے لنگ کی پوجا۔ برہما کے سر کی۔ وشنو کے پیروں کی۔ تمہارا سنسار میں مخول ہوگا۔ تب دیوتاؤں نے پرائشچت کیا۔ ان سوالوں کا کوئی بھی جواب مادھو آچاریہ جی نے نہیں دیا۔ بلکہ انسویا کے سوال پر یہ بھی مان گئے۔ کہ دیوتاؤں نے پاپ کیا۔ لیکن تھوڑا کیا۔ وہ پریکشا کرنا چاہتے تھے۔

پنڈت بدھ دیو جی نے للکار کر کہا کہ آپ کا پرماتما بھی پاپ کرتا ہے ویدوں میں تو پرماتما کو پاپ رہت لکھا ہے۔ اور جب وہ انتریامی تھا۔ تو پریکشا کی کیا ضرورت۔ شیو جی والی بات پر مادھو آچاریہ جی نے کہا۔ کہ شیو جی کی ماں کا نام بتاؤ۔

پنڈت بدھ دیو جی نے بھاگوت کا حوالہ دے کر ثابت کر دیا۔ کہ شیو جی کی ماں کا نام درگا تھا۔ اس بات کو سنکر مادھو آچاریہ کی بولتی بند ہو گئی۔ اور پھر اس کا ذکر بھی نہیں کیا۔ یعنی اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور پنڈت بدھ دیو جی کی ودوتا کو مان گئے۔

کرشن کبجا کی بات کے وشے میں مادھو آچاریہ نے صرف اتنا ہی کیا۔ کہ ان کی عمر چھوٹی تھی اور کبجا بڈھی تھی۔ وہ اس سے ایسا کام نہیں کر سکتے۔ اس پر پنڈت جی اتر دیا۔ کہ جب کرشن چھوٹا ہوتا ہوا کنس کو مار سکتا ہے گوبردھن پہاڑ اٹھا سکتا ہے۔ راکھشوں کو مار سکتا ہے۔ بچپن میں گوپیوں سے دس لاکھ لڑکے پیدا کر سکتا ہے۔ تو ان کے لئے یہ بات اسمبھو کیسے۔ سوال تو پوران میں ان کے چرتر کا ہے۔ کرشن جی خود پران میں کبجا پوران میں سندری تبلاتے ہیں۔ اور سوالوں سے اور جوابات سے پبلک پر یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ پورانوں میں گند بھرا ہوا پڑا ہے۔ مگر مادھو آچاریہ جی مہاراج کوئی جواب نہ دے سکے۔

لاہور میں احراری والنٹیرز کے جلوس کی درگت

لاہور میں سیالکوٹ کے پورے تیس رضاکاروں کا ایک دستہ آیا ہوا تھا۔ جو کل ایک جلوس کی صورت میں واٹر ورکس کی سڑک سے ہوتا ہوا ڈبی بازار پہنچا۔ احرار لیڈروں کو معلوم تھا۔ کہ لاہور میں آزادانہ جلوس نکالنے کی اجازت نہیں۔ لیکن مسجد شہید گنج کے متعلق احرار نے جو رویہ اختیار کیا تھا۔ وہ اس غلط فہمی کا موجب ہو چکا ہے کہ حکومت جزا و احسان کے طور پر احرار کو قانونی قیود سے بالاتر سمجھیگی۔ لیکن قدرت ان کی ہر امید کا خون کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ لہذا انکی تازہ فہمی کا بھی بوجوہ تمام ازالہ ہو کر رہا۔

مجاہدین احرار کا جلوس ڈبی بازار پہنچا تو سٹی مجسٹریٹ بھی پولیس کی مختصر جمعیت کے ساتھ انکے خیر مقدم کو آ پہنچے جلوس کے ہمراہ بینڈ تھا۔ جس کی سریلی تانیں اہل جلوس کا جوش شجاعت بیدار کر رہی تھیں۔ اس لئے وہ پولیس کی ناگہانی آمد سے متاثر نہ ہوئے۔ ایک طرف سرخ پگڑی والے سپاہی تھے۔ دوسری طرف سرخپوش احراری تھے۔ ان دو سرخیوں کا ملاپ خیر متوقع طور پر بیوفائی کے ایک نئے افسانہ کی تمہید ثابت ہو کر رہا۔ احراری رضاکار تو بزبان حال کہہ رہے تھے ؎

ادو یکھنے والے مجھے جلوت میں خبردار
اس کو بھی نہ دُنیا کہیں افسانہ بنا دے

بدقسمتی سے سٹی مجسٹریٹ صاحب وفا و محبت کے اصول سے ناواقف تھے۔ وہاں دلشکن سبق کے بغیر کچھ پڑھے ہی نہیں۔ کہ قانون کا منشا سب کے لئے یکساں ہے۔ دوسری طرف احراری رضاکار تھے۔ جو عشق و وفا کے ماحول میں پل کر جوان ہوئے تھے۔ اس لئے انکی ہر بات میں خواجہ حافظ کا یہ نظریہ پوشیدہ تھا کہ

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

بہرحال وفا ناآشنا سٹی مجسٹریٹ نے قواعد محبت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سالار جیش کو کہا۔ کہ تم نے کس کے حکم سے جلوس نکالا۔ بیچارے سالار صاحب پہلے تو اپنی بیجا ہٹ پر ڈٹے رہے لیکن سٹی مجسٹریٹ نے جب انکو قانونی کارروائی کی دھمکی دی۔ تو ان کی آنکھوں میں جیل کی بھیانک تصویر پھر کر رہ گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منظم جلوس آنکھ کی جھپکی میں پریشانی کا مظاہرہ

560

ممالک اسلامیہ کے حالات اور یورپین جرائد کے افکار

(خاص الفضل کے لئے)

مسلمانان فلسطین کا مستقبل

(اخبار Le proche orient)

فلسطین کے حال کے واقعات پر تبصرہ کرنا ہوا لکھتا ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جنگ عظیم کے بعد جو سیاسی ترقی ہوئی ہے اس نے فلسطین کے مسلمانوں میں بیداری پیدا کر دی ہے۔ اور ان کی تمام تر قوت سیاسی جدوجہد کرنے میں صرف ہو رہی ہے۔ فلسطین کے مسلمان فرقہ اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس وجہ سے قدامت پسند ہیں۔ شیعہ بہت کم ہیں اور دوسرے فرقوں کے لوگوں کی تعداد بھی تھوڑی ہے۔ مشرق قریب کے دوسرے ممالک کی طرح فلسطین میں بھی مادیت کی لہر چل رہی ہے۔ یہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ نوجوان طبقہ مذہبی فرائض سے بالکل لاپروا اور تساہل پسند ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ نوجوان صرف سیاست اور قومیت کے لحاظ سے مسلمان ہیں۔ لیکن مذہبی لحاظ سے مسلمان نہیں لیکن اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ دہریت اور لامذہبیت کے متعلق کھلم کھلا اعلان بالکل مفقود ہے۔ اور اعتقادی و سیاسی اختلافات کے باوجود قرآن کریم کا رشتہ تمام مسلمانوں کو ایک سلک میں منسلک کئے ہوئے ہے۔

بہت سے عربوں نے یہودیوں کے ہاتھ زمینیں فروخت کر دی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ فلسطین کے عربوں کا مستقبل خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ اس وقت یہودیوں کی تعداد غالباً مسلمانوں کی آبادی سے نصف ہوگی۔ لیکن زرخیز زمینوں کا بیشتر حصہ یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔

اقتصادی لحاظ سے جنگ عظیم سے قبل کی حالت کے مقابلہ میں فلسطین اب زیادہ خوشحال ہے۔ انفرادی طور پر مسلمان بھی متمول ہیں۔ لیکن اپنی حیات ملی کے متعلق وہ خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔

امداد باہمی کی رفاہی تحریکیں ابھی مفقود ہیں۔ متعدد دیہات غلیظ اور ناصاف ہیں۔ بچوں سے اکثر بہت زیادہ مشقت لی جاتی ہے۔ شہروں میں مزدور بہت کم اجرت پر کام کرتے ہیں۔ کوئی مزدور جماعتیں قائم نہیں ہیں۔ حفظان صحت کی طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ عمر رسیدہ لوگوں خصوصاً عورتوں میں توہم پرستی اور جاہلیت کا ابھی دور دورہ ہے۔

مسلمانان فلسطین کا ملک کے عربی بولنے والے عیسائیوں سے نہایت عمدہ تعلقات ہیں۔ اگرچہ غیر ملکی عیسائیوں یا مشنریوں کو وہ پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ تاہم فلسطینی عیسائیوں سے ان کے تعلقات دوستانہ اور برادرانہ ہیں اور یہ دونوں قومیں یہودیوں کی پُرخطر یورش کے مقابلہ میں متفقہ طور پر سینہ سپر ہیں۔ اگر فلسطین میں یہودیوں کی تحریک نے اسلام کو وہاں سے نکال نہ دیا۔ تو اسے یہ دکھانے کا ایک عمدہ موقع مل جائے گا۔ کہ ایک اسلامی ملک میں حقیقی قومیت جس میں تمام عربی بولنے والے باشندے بلا امتیاز مذہب و ملت ہیں۔ نشوونما پاتی ہے۔ یا قدیم اسلامی بین الاقوامی رابطہ یعنی پان اسلام ازم رائج ہوتا ہے۔

معاہدہ لوزان اور حکومت ترکیہ

جمہوریہ ترکیہ کی طرف سے معاہدہ لوزان کی خلاف ورزی کے متعلق ترکی نقطہ نگاہ کے لحاظ سے مندرجہ ذیل اقتباس قارئین کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگا۔

استنبول (بذریعہ ہوائی ڈاک) یونس نادی اخبار لکھتا ہے۔ حکومت ترکیہ کی معاہدہ لوزان کے متعلق روش پر نکتہ چینی کرنے والے معاہدہ کی ایک شرط کو بالکل نظر انداز کر جاتے ہیں۔ اور وہ اس نظم و نسق کے متعلق ہے۔ جس کی رو سے آبنائے دردانیال کو ترکی کے علاقہ کا ایک جائز حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اور لکھا گیا ہے۔ کہ اگر کسی وقت اس کی حفاظت خطرہ میں پڑ جائے۔ تو ترکیہ کو پورا پورا حق حاصل ہوگا۔ کہ اس کے متعلق جو اقدام چاہے کرے۔

لوزان کانفرنس میں جب دردانیال اور آبنائے باسفورس کا مسئلہ پیش کیا گیا اور ہم نے اسے منظور کر لیا۔ تو اس وقت دنیا کی اجتماعی حفاظت کے حالات نہایت مستحکم اور اعتدال پر تھے۔ اس وجہ سے ہمارے دل میں کوئی فوری خدشہ یا شبہ پیدا نہ ہوتا تھا۔ بلکہ ہم سمجھتے تھے۔ کہ لوگ آئندہ ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لئے نہیں دوڑیں گے۔

اس قسم کے حقیقت آمیز عناصر ذہنی کیفیات اور آبناؤں کے متعلق حق ملکیت کا ہمیں تفویض کیا جانا ہی تھا۔ جس نے ہمیں اس بات کے لئے آمادہ کر دیا۔ کہ آبناؤں کے نظم و نسق کی تجویز کے متعلق ہم اتفاق کریں۔ اور آبناؤں پر ہمارے قبضہ کو تسلیم کئے جانے کی شرط ہی سب سے بڑی چیز تھی۔ جس نے ہمیں معاہدہ پر دستخط کرنے کی تحریص دلائی۔

لیکن وہ حالات جو اس نظم و نسق کے قیام کو ممکن بنانے میں ممد ہوئے تھے۔ آج تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور آبنائے باسفورس ترکی کے لئے خواہ وہ کسی جنگ میں شریک ہو یا غیر جانبدار رہے۔ اس کے تحفظ ملکی کا ایک اہم عنصر متصور ہوتی ہے۔ بنابریں موجودہ حالات کے ماتحت آبنائے کا نظم و نسق اپنی پرانی شکل میں قائم نہیں رہ سکتا۔ اور کوئی حکومت جو اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کی خواہاں ہے۔ اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ بایں ہمہ اگر ہمارے ساتھ کوئی دوستانہ تصفیہ کر لیا جائے تو ہم معاہدہ کو توڑنے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔

چند ماہ ہوئے۔ ایک مشہور رکن نے حکومت سے استفسار کیا تھا۔ کہ وہ یورپ کی پیچیدہ اور پُرخطر سیاسی حالات کے پیش نظر آبنائے کے نظم و نسق کے متعلق کونسا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کا واضح اور پُرزور جواب جو وزیر داخلہ کی طرف سے دیا گیا ظاہر کرتا ہے۔ کہ جہاں ہم اپنی حفاظت کو ہر ممکن طریق سے قائم رکھنے کے خواہاں ہیں۔ وہاں بین الاقوامی ذمہ داریوں سے بھی ہم اسی شدت کے ساتھ وابستہ ہیں۔

احرار کی کانفرنس امرتسر میں کیا ہوگا

سنا ہے کہ بزرگان احرار عنقریب امرتسر میں جو کانفرنس فرمانے والے ہیں۔ اس کے پنڈال میں ایک لاکھ نشستوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ "بڑے مولوی صاحب" کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو بے حد ناراض ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ ہمارے کارکن بھی عجب بے وقوف واقع ہوئے ہیں۔ کوئی ان احمقوں سے پوچھے۔ کہ اگر کانفرنس میں ڈیڑھ لاکھ آدمی آ گئے۔ تو پچاس ہزار کہاں بٹھائے جائیں گے۔ سچ ہے۔ بڑوں کی عقل بھی بڑی ہوتی ہے۔ اب امرتسر کے احرار کارکن سوچ میں پڑے ہوئے ہیں۔

بات یہ ہے کہ اس کانفرنس میں بڑے بڑے مسائل طے ہوں گے۔ اس امر کا فیصلہ کیا جائیگا کہ آئندہ پنجاب کے وزیر اعظم چودھری افضل حق ہوں یا راجہ غضنفر علی خاں کیونکہ اگر مسلم لیگ اور احرار کا اتحاد ہو گیا۔ تو جناح صاحب دل میں چاہیں گے۔ کہ راجہ صاحب پنجاب پر حکومت کریں اور احرار طبعاً یہ خواہش کریں گے۔ کہ ان کا ہٹلر بر سر اقتدار آئے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہوگا۔ کہ آئندہ مجلس احرار کا نصب العین کامل آزادی ہی ہے۔ یا بقول "بڑے مولوی صاحب" کے "ڈومینی سٹیٹس" ہو جائے کیونکہ جب تک مسلم لیگ "ڈومینی" ہے۔ احرار اس سے برابر چھوت چھات کرتے رہیں گے اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ یہ ڈومینی آزادی کامل کا کلمہ پڑھ کر "مشرف باسلام" ہوتی ہے یا احرار کو اس کے عشق میں مرتد ہونا پڑتا ہے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہوگا کہ مولانا ظفر علی خان کو راولپنڈی کے "جنگی مولوی" سے کس طرح تحفظ دلایا جائے۔ جس کے نزدیک شیطان کے ساتھ تعاون ہو سکتا ہے۔ لیکن احرار کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو مولانا ظفر علی خاں اور مولانا محمد اسحٰق مانسہروی میں لڑائی کرا دی جائے۔ یا پھر شیطان بننا گوارا کیا جائے۔ تاکہ تعاون ممکن تو ہو سکے۔

چوتھا مسئلہ غالباً یہ ہوگا۔ کہ ان کمبخت مرزائیوں کو کیا جائے۔ ہماری رائے اس معاملہ میں یہ ہے کہ مرزائیوں کی ایک کانفرنس منعقد کی جائے۔ جب چھبیس ہزار کے چھبیس ہزار مرزائی پنڈال کے اندر اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں تو "حضرت امیر شریعت" اپنے رضاکاروں کو حکم دیں۔ کہ تمام دروازے بند کر دو۔

اس کے بعد پنڈال کے دروازوں پر قفل چڑھا دیئے جائیں۔ تاکہ احرار نہایت بے فکری سے انتخابات کی جنگ میں حصہ لے سکیں

انتخابات سے فارغ ہونے کے بعد اس مسئلہ پر غور کیا جائے گا۔ کہ اس مقفل پنڈال کو آگ لگا دی جائے یا فی الحال نہ لگائی جائے۔

پانچواں مسئلہ یہ ہے۔ کہ اگر مجلس اتحاد ملت احرار کے ساتھ اتحاد نہ کرے یا مسلم لیگ کے ساتھ کوئی عملی سمجھوتہ نہ ہو سکے تو راجا نریندر ناتھ کے ساتھ بوس و کنار شروع کیا جائے۔ "مجاہد" کئی دن سے راجہ صاحب کی شان میں قصیدہ خوانی کر رہا ہے۔ اگر احرار کو مسلمانوں میں سے اپنے حامی نہ مل سکے۔ تو شہری ہندوؤں کے ساتھ گٹھ بندھن کیا جائے گا۔ احرار کو شہری ہندوؤں کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے میں کوئی تکلف نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ نہرو رپورٹ کے زمانے سے یہ تعلق چلا آرہا ہے۔ رہا یہ سوال کہ مسلمان اور شہری ہندو کے درمیان مشترک مقصد کیا ہوگا۔ اس کا جواب مستقبل دیگا۔

ایک اور مسئلہ بھی ہے۔ کہ سلطان ابن سعود مسلم لیگ۔ اتحاد ملت وغیرہ مختلف مسائل کے متعلق بزرگان احرار کے درمیان اندرونی طور پر جو سخت اختلافات پیدا ہو چکے ہیں ان کو کیونکر دبایا جائے۔ لیکن یہ ایک علیحدہ داستان ہے۔ جس کے سنانے کا موقع پھر کبھی آئے گا۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفلِ رنداں خبرے نیست کہ نیست

(انقلاب ۹ مئی)

بوڈاپسٹ ہنگری میں ایک احمدی مجاہد کی تقریر

چودھری حاجی احمد خانصاحب ایاز بی۔ اے۔ ایل ایل بی احمدی مجاہد مقیم بوڈاپسٹ نے ۱۰ مارچ ۱۹۳۶ء کو ہنگری کے مشہور اخبار بوڈاپسٹ ہرلاپ Badae Hirlap کی گولڈن جوبلی کی تقریب پر سینٹ گلرٹ ہوٹل میں جو تقریر کی۔ اسے اخبار مذکور نے اپنے جوبلی نمبر میں شائع کیا ہے۔ اس کا ترجمہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں دیا جاتا ہے۔

"ہماری تقریب جوبلی کی رونق کو بڑھانے میں ہمارے معزز مہمان حاجی احمد خان ایاز نے سب سے زیادہ امداد دی۔ مسٹر ایاز نے حاضرین کو اپنے ہندوستانی لباس اور سبز پگڑی کی وجہ سے پہلے ہی متوجہ کر لیا تھا۔ مگر مجمع کو مخاطب کرتے وقت جب عربی کے الفاظ میں سب حاضرین کو السلام علیکم کہتے ہوئے بآواز بلند انہیں مبارکباد پیش کی۔ تو احباب کی دلچسپی اور بھی بڑھ گئی۔ اور چونکہ احباب انگریزی زبان سے ناواقف تھے۔ ان کی درخواست پر پروفیسر ادشوت صاحب نے ایاز خان کی تقریر کا مطلب ہنگری زبان میں سمجھایا۔ ہنگری کی روایات اور تعلقات کو مقرر نے اچھے طریق سے مشرق کے ساتھ وابستہ کیا کہ مشرق اور مغرب عیسائیت اور اسلام کو ایک ہی عالمگیر ساگر میں منسلک کر دیا۔

آپ نے مسلمانوں کی جماعت احمدیہ اور اہل مشرق کی طرف سے اخبار مذکور کے مالک و مدیر مسٹر وروگ بیلا Virog Bela کو بدیں وجہ مبارکباد پیش کی کہ اخبار ہذا میں یکتائی اروق د۔ mun Behley ( ) اور دیگر اصحاب کے مشرقی ممالک کے متعلق مضامین وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور اسلام کے متعلق دوستانہ جذبات کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ ایاز خان نے اس بات پر زور دیا کہ مشرق کی ہر دو ہنگری کے لئے نفع کا سامان مہیا کرتی رہی ہے۔ ہنگری کی سلطنت قائم کرنے والے ہونز Huns اور ماجر Magyar کے قبیلے توران ہی سے آئے تھے۔ اور ترک اور تاتار جو اہل ہنگری کینہ بیگی کی نظر سے نہیں دیکھتے وہ در اصل ہنگری والوں کو ایک طاقت ور بہادر اور ہوشیار قوم بنانے آئے تھے۔ ان کا سکھایا ہوا سبق اگر انہیں اچھی طرح یاد ہوتا۔ تو جنگ عظیم کے نتیجہ میں ہنگری کے ٹکڑے نہ ہوتے۔ ہنگری کا صحیح معنوں میں جو پہلا بادشاہ سینٹ سٹیفن گزرا ہے۔ اس کی عظمت بھی مشرق ہی کے نبی حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے سے ہوئی تھی۔ ہندوستان کے ساتھ تو ہنگری کا خونی رشتہ ہے۔ کیونکہ میرگل دو سرا مونر کے قبیلے جو سفید ہن White Huns کہلاتے تعلق رکھتے ہیں وہ اب تک چھوٹا ناگپور میں آباد ہیں۔ ایاز خان نے اہل ہنگری کی خوش خلقی اور مہمان نوازی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ کہ تمام یورپ میں ہنگری ہی اب ملک ہے۔ جو باوجود مغربی علاقہ ہونے کے مشرقی روح اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور میں خوش ہوں کہ ان دونوں باتوں کو اہل ہنگری نے (باوجودیکہ باقی امور میں مغربیت کا اثر قبول کیا ہے) اب تک قائم رکھا ہے۔ اور معزز مقرر ایسے تو وارد شخص کو محسوس بھی نہیں ہوتا کہ وہ غیر علاقہ میں ہیں۔ کیونکہ باشندگان ہنگری کے مشرقی اخلاق کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو مشرق ہی میں سمجھتے ہیں۔

ایاز خان کی تقریر انگریزی کا اپنی زبان میں مفہوم سن کر لوگوں کو ہندوستان کی زبان سننے کا اشتیاق ہوا۔ چنانچہ صدر کی درخواست پر معزز مہمان نے اردو میں بھی کچھ بیان کیا۔ اس قسم کی کیفیت شاید ہی کسی تقریب میں پیدا ہوئی ہو"

دارالصناعت قادیان میں ایک مخلص ماہر فن لوہار کی ضرورت

دارالصناعت جس میں بموجب ارشاد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز یتیم نادار اور بیکار پرائمری پاس طلبا کو لیا جاتا ہے۔ جہاں لکڑی۔ چمڑے اور لوہے کے کام کے سکھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور منتخب شدہ طلبا کے جملہ اخراجات برداشت کئے جاتے ہیں۔ اس کی صنعت آہنی کے لئے ایک مخلص ماہر فن اور قابل لوہار کی ضرورت ہے جو علاوہ بچوں کی اخلاقی نگرانی کے ان کو اس فن میں باکمال بنانے کے لئے اپنے دل میں حقیقی تڑپ رکھتا ہو۔ احباب جماعت اپنی درخواستیں بہت جلد دفتر تحریک جدید میں ارسال فرمادیں۔ امیر یا پریذیڈنٹ جماعت کی تصدیق درخواستوں پر لازمی ہوگی

(انچارج تحریک جدید قادیان)

ایک حافظ قرآن قاری

نظارت تعلیم و تربیت کو ایک حافظ قرآن اور قاری صاحب نے جو آنکھوں سے معذور ہیں۔ اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ حافظ صاحب علاوہ امامت الصلوٰۃ تبلیغ اور درس و تدریس کا کام کر سکتے ہیں ان کا وجود تعلیم و تربیت کے لئے بھی مفید ہو سکتا ہے۔ جو جماعت حافظ صاحب کی خدمات سے فائدہ اٹھانا چاہے۔ وہ نظارت ہذا میں درخواست کرے۔ علاوہ رہائش اور خوراک کے جماعت اگر حافظ صاحب کی مالی خدمت کر سکے۔ تو درخواست میں اس کا بھی ذکر کر دیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان)

جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے

تریاق دماغ یہ دوا دل و دماغ کو بیحد تقویت پہونچاتی ہے۔ اگر امتحان میں اول رہنا ہو۔ اگر مدبر اور عقلمند بننا ہو۔ اگر جج بیرسٹر اور قانون دان بننا ہو۔ سائنس میں درجہ کمال پر پہنچنا ہو۔ تو **تریاق دماغ** استعمال کیجئے۔ تریاق دماغ سے کیسا ہی کند ذہن، غبی انسان ہو۔ نہایت ذہین بن سکتا ہے دل و دماغ کے قوت پہونچانے میں لاثانی دوا ہے۔ جس کا ہزاروں آدمی تجربہ کر چکے ہیں۔ استعمال کرکے دیکھئے اختلاج قلب کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت ۱ روپیہ

اکسیر بانجھ وہ بانجھ عورتیں جو اولاد ہونیسے بالکل محروم ہیں۔ اور اس حسرت میں نہایت غمگین ہیں۔ کہ ہمارے بعد ہماری نسل منقطع ہونیوالی ہے۔ وہ ہرگز نہ گھبرائیں بعید شوق یہ دوا استعمال کریں۔ قطعی اولاد پیدا ہوگی۔ ہزارہا بانجھ عورتیں اس دوا سے صاحب اولاد ہوگئیں۔ نہایت مجرب دوا ہے قیمت ۲ روپے

تریاق جریان دھات، رقت، قبض دور کرنیکی اکسیر دوا ہے۔ زیادہ چلنے سے تھک جانا۔ زیادہ لکھنے پڑھنے سے آنکھوں میں اندھیرا سا معلوم ہونا۔ دیر تک کام کرنے سے طبیعت کا گھبرانا۔ مضمحل رہنا۔ درد کمر۔ پنڈلیوں کا اینٹھنا۔ الغرض انتہائی کمزوری ہونا۔ جملہ شکایات دور کرکے از سر نو جوان خوشرو بنانا اس کا کام ہے۔ معزز دوستو! یہ وہ دوا ہے۔ جس کا صدہا مریضوں پر تجربہ ہو چکا ہے کبھی غیر مفید ثابت نہیں ہوئی۔ امید کہ آپ تجربہ فرمائیں گے۔ قیمت صرف ایک روپیہ عہ

نوٹ:۔ فہرست دواخانہ مفت منگوائیے۔ کیا ایک عالم سے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

اگر آپ

اپنے گھروں کی زینت کیلئے خوشنما چکوں، نئی خوشبودار خس کی ٹٹیوں اور دیگر سامان کو ارزاں قیمت پر حاصل کرنا چاہیں۔ تو رفیق چک ہاؤس لاہور کی خدمات حاصل کیجئے۔ ہم ریلوے، گورنمنٹ کے دفاتر اور سرکاری حکام کے مکانوں میں سپلائی کیا کرتے ہیں۔ اور حسن کار کے صلہ میں کئی سرٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہیں۔ ہمارا کارخانہ کا پتہ رفیق چک ہاؤس شیش محل روڈ بھاٹی گیٹ لاہور ہے پرائس لسٹ مفت طلب فرمائیں۔ خط و کتابت کا پتہ:۔

رفیق چک ہاؤس لوہاری گیٹ۔ لاہور

عرق عثمانی رجسٹرڈ

یہ دوا بے حد مقوی مبہی اور مغلظ ہے۔ اس کے دو قطرے ملائی یا شہد میں ملا کر کھانے سے بے حد طاقت پیدا ہوتی ہے۔ کمزور قوی بن جاتا ہے۔ اس کا ایک قطرہ دس قطرے خون کے پیدا کرکے آدمی کو مثل فولاد کے کر دیتا ہے۔ ضعف دماغ۔ اعضائے رئیسہ۔ معدہ جگر۔ مثانہ۔ بدخوابی۔ درد سر۔ قبض۔ بدہضمی۔ نسیان گھبراہٹ دل۔ پیشاب کی زیادتی۔ بار بار آنا۔ اور جلن سے آنا۔ خون کی کمی۔ چہرے کی زردی۔ پژمردگی طبیعت۔ محنت سے نفرت پنڈلیوں میں درد اور تمام دنیاوی لذتوں سے محروم رہنا۔ ایسے کل امراض کو بفضل خدا دور کر دیتا ہے۔ عورتوں کی جملہ عوارض۔ سوکھنا۔ زردی وغیرہ کو بھی دفع کرنے میں اکسیر ہے۔ زیادہ تعریف فضول ہے آزمائش شرط ہے۔ قیمت ایک شیشی عہ تین شیشی کے خریدار کو ایک شیشی مفت محصولڈاک ۸ر پتہ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کو رڑکی (یو۔پی)

موتی سرمہ کی دھوم

آج دنیا اس بات کو مان چکی ہے کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے ضعف بصر۔ ککرے جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا وغیرہ غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

شاہی حکیم حضرت مولنا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رض کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں کہ "پچھلے دنوں عزیز عبدالباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپکا موتی سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے۔"

اکسیر البدن کا معجزانہ اثر

بلاشبہ دل میں نئی امنگ۔ اعضا میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا کمزور کو زور آور اور زور آور کو فنا ہ زور۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ نیز یہ اکسیر طیریا بخار کو روکنے۔ اور اس سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کرنیکے لئے اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ہولسٹن ملز امریکہ کا بنا ہوا بائنڈنگ کلاتھ

جلد سازوں سٹیشنروں اور کتب فروشوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مشہور ہولسٹن ملز امریکہ کا بائنڈنگ کلاتھ کٹ پیس میں بھی آنا شروع ہو گیا ہے۔ یہ کلاتھ نہایت مضبوط نفیس اور خوبصورت رنگوں اور ڈیزائنوں کا ہوتا ہے۔ اور ٹکڑوں میں خرید کرنے سے بہت سستا پڑتا ہے۔ ٹکڑے ایک گز سے ۶ گز تک عرض ۳۶ سے ۴۰ پونڈ میں ۳ سے ۴ گز ملتا ہے۔ تھوک نرخ فی پونڈ عہ ہے۔ آرڈر کم از کم ۴۰ پونڈ کا ہو۔ ۲۰ فیصدی رقم پیشگی آنی چاہیئے۔ بڑے شہروں میں دوکانداروں کو سول ایجنسیاں بھی دی جاتی ہیں۔

مینجر دی امپیریل یونائٹڈ کمپنی۔ کراچی

میونسپل کمیٹی

جامپور اور داجل کو ایک مسٹر کرسپ اوورسیر کی ضرورت ہے تنخواہ ۲۵/- ماہوار دیجائیگی۔ درخواستیں بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر آفیسر بار کمشنر ڈیرہ غازیخان ۳۱ مئی ۱۹۳۶ء تک آنی چاہئیں

خوبصورت طاقتور بننے کیلئے

ہماری کامیاب دوا ذوق شباب رجسٹرڈ کا استعمال۔ اور کتاب ذوق شباب رجسٹرڈ کا مطالعہ کرو قیمت دوا ذوق شباب فی شیشی برائے پندرہ یوم ہ؍ قیمت کتاب مجلد عہ بے جلد عہ

ملنے کا پتہ:۔ کتبخانہ۔ دواخانہ طب جدید اندرون دہلی دروازہ۔ لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شملہ ۸ رمئی۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے۔ کہ سر فیروز خان نون کو ہائی کمشنر فار انڈیا کے عہدہ پر مقرر کر دیا گیا ہے۔ اور پنجاب کی وزارت تعلیم کا قلمدان عارضی طور پر میاں سر فضل حسین کے سپرد کر دیا جائیگا۔ سر فیروز خان نون پہلے مسلمان ہائی کمشنر ہیں۔ اور پہلے غیر سرکاری فرد ہیں۔ جنہیں اس عہدہ پر فائز کیا گیا ہے۔

بمبئی ۹ رمئی۔ اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ ڈاکٹر امبیدکار نے مسٹر گاندھی کو اس امر کا اطمینان دلایا ہے۔ کہ وہ دس سال تک اچھوتوں کو کسی دوسرے مذہب میں شامل نہیں ہونے دینگے ڈاکٹر امبیدکار نے حال میں ایک بیان شائع کر کے اس اطلاع کو بالکل بے سر و پا قرار دیا ہے

بیت المقدس ۹ رمئی۔ ہیل سلاسی شہنشاہ حبشہ پر تین ہزار اشخاص نے سٹیشن سے لے کر ہوٹل تک جس میں وہ مقیم ہونگے نعرہ ہائے تحسین بلند کئے۔ شہنشاہ نے سنجیدگی سے اپنی ٹوپی اٹھائی اور جواباً مسکرائے۔

روم ۸ رمئی۔ توقع کی جاتی ہے کہ آج مسولینی حبشہ کو اطالیہ کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دے گا۔ سائینور گیاڈا نے اعلان کیا ہے کہ علاقہ حبشہ کے مسئلہ کا صرف یہی انجام ہوگا کہ اسے اٹلی کے ساتھ ملایا جائے۔

لنڈن ۸ رمئی۔ برطانوی سفیر متعینہ برلن نے حکومت برطانیہ کے وہ سوالات جو یورپین مسئلہ کے حل کے متعلق جرمنی کی تجاویز کی وضاحت کے لئے مرتب کئے گئے ہیں۔ جرمن وزیر کو ارسال کر دئے ہیں۔ ان سوالات کے جرمنی کی طرف سے فوری جواب کی توقع نہیں کی جاتی۔ جرمنی کے سرکاری افسروں کا بیان ہے۔ کہ سوالات بہت پیچیدہ اور دقیق ہیں۔

قاہرہ ۹ رمئی۔ کونسل اوف ریجینسی کے تقرر کے نتیجہ میں وزیر اعلیٰ مہر پاشا مستعفی ہو گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ وفد پارٹی کے نحاس پاشا کو نئی کابینہ مرتب کرنے کی دعوت دی جائے گی۔

رنگون ۹ رمئی ہز ایکسیلنسی سر آرچیبالڈ کوکرین گورنر برما نے باقاعدہ طور پر برما کی زمام حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لی ہے۔ جمعہ کے روز ہیمو میں حلف لینے کی تقریب عمل میں آئی۔

لاہور ۹ رمئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس تحریک شہید گنج کے رہاشدہ کارکنوں کی کڑی نگرانی کر رہی ہے۔ اور اکثر نوجوانوں کو رات کے وقت ان کے مکانوں پر جا کر بلاتی ہے۔

امرتسر ۸ رمئی۔ یونائیٹڈ پریس کی اطلاع ہے۔ کہ امرتسر کانفرنس کے سلسلہ میں احرار نے جو جلوس نکالا۔ جب ایک کڑہ میں پہنچا تو وہاں چوہدری افضل حق صدر منتخب کی موٹر پر سیاہ جھنڈیاں پھینکی گئیں اور خشت باری کی گئی اور لوگوں نے احرار مردہ باد کے نعرے بلند کئے جلوس جب قلعہ بھنگیاں میں پہنچا تو ایک مکان پر سے کوزہ جس میں تیزاب تھا فوراً موٹر پر پھینکا گیا جس سے موٹر میں بیٹھے ہوئے تمام اشخاص کے کپڑے خراب ہو گئے۔ کوزے کا ایک ٹکڑا افضل حق کی آنکھوں میں گرا۔ انہیں ڈھاب کی بھنیاں کے ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ معلوم ہوا ہے۔ ان کی آنکھیں ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اطلاع پاتے ہی پولیس موقع پر پہنچ گئی۔ اور وہ مکان کی حفاظت کر رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے اس سلسلہ میں ۷ اشخاص کو گرفتار کیا ہے شہر میں سوار پولیس کا پہرہ ہے

دہلی ۱۰ رمئی۔ روزنامہ "سپیل" لاہور کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ڈاکٹر ایم۔ اے۔ انصاری مسوری سے دہلی آتے ہوئے ٹرین میں انتقال کر گئے۔

مراد آباد ۹ رمئی۔ مراد آباد کے نزدیک ایک گاؤں میں آتش زدگی سے دو سو مکان جل کر راکھ ہو گئے۔ تین عورتیں اور مرد ہلاک ہوئے۔ تقریباً تمام اہل دیہہ خانماں برباد ہو گئے ہیں

بیت المقدس ۹ رمئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شہنشاہ مینیلیک کا بھتیجا ڈیوک ہائی جو شہنشاہ نجاشی کا شدید ترین دشمن ہے۔ ایک لاکھ بیس ہزار سپاہیوں کو لے کر جنوب سے ادیس آبابا کی طرف کوچ کر رہا ہے۔ وہ حبشہ کا تخت و تاج اپنے لئے حاصل کرنا چاہتا ہے۔

روما ۹ رمئی۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ اطالویوں نے ڈائرڈوا پر بھی قبضہ کر لیا ہے

لنڈن ۹ رمئی۔ برطانوی قونصل کے سرکاری مراسلہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہرار میں بد معاش لوگ لوٹ مار مچا رہے ہیں۔ مکانات کو نذر آتش کیا جا رہا ہے۔ اور بہت سے غیر ملکی برطانوی سفارتخانہ میں پناہ لے رہے ہیں۔

لنڈن (بذریعہ ڈاک) باخبر حلقوں میں افواہ پھیل رہی ہے۔ کہ سر تیج بہادر سپرو کو بہت جلد لارڈ بنا دیا جائے گا۔

قاہرہ ۹ رمئی۔ مصر کی نئی پارلیمنٹ نے اتفاق رائے سے کونسل اوف ریجنسی کو جو شہزادہ محمد علی۔ عزیز عزت پاشا اور شریف صبری پاشا پر مشتمل ہوگی منظور کر لیا ہے۔ یہ کونسل ۱۴ ماہ تک حکمران رہے گی۔ اس کے بعد شہزادہ فاروق بالغ ہو کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیں گے۔ اس کونسل کے ارکان وہ نہیں ہیں۔ جنہیں شاہ فواد نے ۱۹۳۲ء سے سربمہر لفافہ میں نامزد کر رکھا ہے۔

لنڈن ۹ رمئی۔ فلسطین میں حال ہی میں عربوں اور یہودیوں کے درمیان فساد کے نتیجہ میں جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے اس کے پیش نظر وہاں فوج بھیجی جا رہی ہے۔ اور فلسطین کی فوج اور ہوائی طاقت کو ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

رنگون ۹ رمئی۔ اراکان میں طوفان آب و باد نے شدید تباہی مچائی ہے۔ اس کی تفصیلات مظہر ہیں کہ ٹونگپ میں ۷۰۰ اور ایک ہزار کے درمیان اشخاص ہلاک ہو گئے ایک جزیرہ زیر آب ہو گیا۔ اور بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ چڈوبا میں مویشیوں کے علاوہ ۵۰۰ اشخاص ہلاک ہو گئے۔ سرکاری عمارات ایوان عدالت ڈاکخانہ اور لاسلکی اسٹیشن کو شدید نقصان پہنچا۔ لوگ تباہ حال ہو گئے ہیں

لکھنؤ ۹ رمئی۔ صوبجات متحدہ کے مغربی حصہ میں شدید آندھی کے باعث آموں کی فصل اور جائداد کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ بعض مقامات پر نقصان جان بھی ہوا۔ ہوڑہ ایکسپریس کو ۴۵ منٹ تک ٹھہرنا پڑا۔ متعدد مقامات پر مکانوں کی چھتیں اڑ گئیں۔ ہردوار میں بجلی کی تاریں تباہ ہو گئیں۔ کشتیاں اور کھلیان اڑ گئے۔

لاہور ۹ رمئی۔ نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ لاہور کے نوجوان اخبار نویس مسٹر گیان چند رامپال بی اے ایل ایل بی چند روز کی علالت کے بعد ۸ رمئی کو انتقال کر گئے۔ مسٹر رامپال۔ سول۔ سٹیٹسمین اور ٹائمز کی نمائندگی اور نامہ نگاری نہایت قابلیت سے کرتے رہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اپنی خوش طبعی اور وسیع المشربی کی وجہ سے بے حد ہر دلعزیز تھے۔

بیت المقدس ۹ رمئی۔ آج شہنشاہ ہیل سلاسی نے نمائندگان پریس سے ملاقات کے دوران میں کہا۔ "وہ قوم جس نے جمعیۃ اقوام پر پورا اعتماد کیا تھا۔ یہ یقین نہیں کر سکتی کہ وہ ایسے ملک سے جسے اس نے ظالم قرار دیا۔ بدلہ نہ لے گی۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ ایک کمزور قوم کو ایک طاقتور قوم سے بچانے کے لئے انصاف کیا جائے۔"

امرتسر ۹ رمئی۔ گیہوں حاضر ۲ روپے ۵ آنے ۹ پائی۔ نخود حاضر ۱ روپیہ ۵ آنے ۹ پائی۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۶ آنے ۶ پائی۔ اور چاندی دیسی ۵۱ روپے ۲ آنے ہے۔

نیروبی ۹ رمئی۔ خیال ہے۔ کہ بہت سے حبشی حبشہ سے بھاگ کر برطانوی علاقہ میں پناہ گزین ہونگے۔ سرحد پر فوجی استحکامات مضبوط کئے جا رہے ہیں۔ اس غرض کے لئے ہوائی جہازوں کے ذریعہ دیسی فوج کے سپاہی سرحد پر بھیجے گئے ہیں۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی